مُحبت مات دیتی ہے

سباس گُل

''سیفی! پاپا ٹھیک تو ہو جائیں گے ناں۔''
سونیا نے بھیگتی آنکھوں سے سیف الرحمٰن کو دیکھتے ہوئے نم لہجے میں استفسار کیا، نعمان ملک، سونیا کے پاپا اس وقت ہوسپٹل میں موجود تھے، انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور سونیا اپنے تایا زاد سیف الرحمٰن اور مما زائرہ ملک کے ساتھ ہوسپٹل میں موجود تھی، نعمان ملک کی حالت اب خطرے سے باہر تھی، مما انہیں دیکھنے کے لئے گئیں تھیں، جبکہ سونیا اور سیف ایمرجنسی وارڈ کے باہر پریشان اور فکر مند کھڑے تھے۔

''ان شاءاللہ! چچا جان بہت جلد صحت یاب ہو کر گھر جائیں گے، تم پریشان مت ہو، ابھی ڈاکٹر نے بتایا ہے نا کہ ان کی حالت خطرے سے باہر ہے، بس تم اللہ سے دعا کرو وہ چچا جان کو جلد اچھا کر دیں گے۔'' سیف نے اسے بہت نرم لہجے میں رسانیت سے سمجھایا، سیف، سونیا کو نہ صرف پسند کرتا تھا، بلکہ اس سے محبت بھی کرتا تھا مگر اس نے کبھی اپنے پیار کا اظہار نہیں کیا تھا سونیا سے، وہ سونیا کا بہت اچھا دوست تھا، کزن تھا اس لئے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی اور اب جب پاپا کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا تو سونیا نے فوراً سیف کو کال کر کے بلایا تھا اور وہ اس کی کال پر فوراً متفکر سا دوڑا چلا آیا تھا، وہ جانتا تھا کہ ایسی صورتحال میں سونیا کتنی پریشان ہو گی۔

''یہ سب اس منحوس، بے ایمان شخص ریاض بٹ کی وجہ سے ہوا ہے اس نے کس چالاکی سے

مکمل ناول

جعلی پیپرز بنوا کر پاپا کو ڈیفالٹ قرار دلوایا اور فیکٹری اپنے نام کرالی، پاپا نے تو کبھی کسی لون کا ذکر نہیں کیا تھا، پھر ایسے کیسے ہو سکتا ہے سیفی؟"

"سونیا پلیز تم اس وقت صرف اپنے پاپا کے لئے دعا کرو، کاروبار کی فکر مت کرو، میں سب دیکھ لوں گا، ریاض بٹ کو اپنے اس فراڈ کا خمیازہ بھگتنا ہی پڑے گا، تم دیکھنا تمہارے پاپا کا بزنس انہیں ضرور واپس مل جائے گا۔" سیف نے اسے دیکھتے ہوئے پرامید لہجے میں تسلی دی۔

"مگر کیسے؟"

"کہا نا تم بزنس کے بارے میں کچھ مت سوچو۔"

"سیفی! تم ہی بتاؤ میں کس سے کہوں کے میرے پاپا کو اس مشکل سے نکالے؟" وہ باقاعدہ رو رہی تھی۔

"بھول گئیں پائی ڈیئر کزن، تم مجھے تو کہا کرتی تھیں کہ اپنے غم اور مشکلات صرف اللہ کو بتایا کرو، اس یقین کے ساتھ کہ وہ تمہیں جواب بھی دے گا اور تمہاری تکلیف بھی دور کر دے گا۔" سیفی نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے یاد دلایا۔

"آج پتا چلا کہ دوسروں کو نصیحت کرنا بہت آسان ہوتا ہے اور اس پر خود عمل کرنا مشکل اور یہ بھی کہ تمہیں میری کہی ہوئی باتیں یاد رہتی ہیں۔" وہ مجروح سی مسکراہٹ لبوں پر لا کر اس کو دیکھ کر بولی۔

"تمہاری کہی ہوئی سب باتیں مجھے یاد رہتی ہیں۔" سیف نے اس کی چمکتی رنگت والے سندر صبیح چہرے کی دلکشی، معصومیت اور کم سنی کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اچھا، وہ کیوں؟" سونیا نے آنکھوں میں حیرت سموئے اسے دیکھا تو وہ شرارت سے بولا۔

"اکیس برس کی عمر میں تم افلاطونوں جیسی باتیں کرو گی تو تمہارا فلسفہ یاد تو رہ ہی جائے گا نا۔"

"خیر اب میں ایسا بھی کچھ نہیں کہتی۔"

"ہاں بھئی!"

کہنے والوں کا کچھ نہیں جاتا
کہنے والے کمال کرتے ہیں

سیف نے سرد آہ بھر کے یہ شعر پڑھا تو سونیا نے الجھن آمیز نظروں سے بھنویں سکیڑ کر اس کے چہرے کو دیکھا وہ اس کے اس انداز پر بے ساختہ ہنس پڑا۔

نعمان ملک کی حالت اب بہت بہتر تھی اور ڈاکٹر نے انہیں گھر جانے کی اجازت بھی دے دی تھی، سونیا کے تایا رحمٰن ملک اور تائی صائمہ بیگم بھی، نعمان ملک کی مزاج پرسی اور عیادت کو ہوسپٹل اور گھر آتے رہے تھے، اسی دوران سونیا کو مما، پاپا مسلسل ذہنی دباؤ اور پریشانی میں مبتلا دکھائی دیئے، یونیورسٹی میں دسمبر کی چھٹیاں تھیں اور اس کی یہ چھٹیاں پاپا کی بیماری، تیمارداری میں گزر رہی تھیں، وہ پاپا کی صحت یابی کے لئے بہت دعائیں مانگتی تھی، مگر نجانے کیوں جب بھی وہ پاپا کے سامنے جاتی وہ اسے دیکھ کر مزید پریشان اور دکھی ہو جاتے اور کچھ بھی نہ سمجھ پاتی کہ پاپا اسے اتنی حیرت اور فکر سے کیوں دیکھتے رہتے ہیں۔

ابھی وہ پاپا کے لئے تازہ پھلوں کا جوس نکال کر انہیں دینے کے لئے آ رہی تھی کہ پاپا کے کمرے کے قریب پہنچی تو اس کے کانوں میں مما، پاپا کی آوازیں پڑیں، پاپا، مما سے کہہ رہے تھے کہ۔

"ذائرہ! مجھے اپنی صحت کی وجہ سے زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں رہا، میں چاہتا ہوں کہ سونیا کی شادی جلد از جلد کر دوں تاکہ وہ اپنے گھر کی ہو جائے اور میں سکون سے مر سکوں۔"

"اللہ نہ کرے، مریں آپ کے دشمن، آپ کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں؟ ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ اب آپ بالکل تندرست ہیں، دوائیں، آرام اور مناسب غذا لیں گے تو اور بھی اچھے ہو جائیں گے۔" ذائرہ ملک نے تڑپ کر کہا ادھر دروازے کے قریب کھڑی سونیا بھی پاپا کے باتیں سن کر تڑپ اٹھی تھی، وہ ایسی حالت اور حالات میں بھی اس کے لئے پریشان ہو رہے تھے، اس کے مستقبل کا سوچ رہے تھے، اسے پاپا پر بے اختیار پیار آنے لگا، آنکھیں بھیگنے لگیں تو وہ جوس کا گلاس لئے واپس پلٹ گئی۔

"لیکن کب تک میری حالت اور گھر کے بزنس کے حالات آپ کے سامنے ہیں، میں نہیں چاہتا تھا کہ ہماری بیٹی پر ان بگڑتے ہوئے حالات کا کوئی منفی اثر پڑے، اس لئے اس کی شادی اور عزت سے رخصتی ہی اس مسئلے کا حل ہے۔" نعمان ملک نے کہا۔

"لیکن نعمان! سونی تو ابھی پڑھ رہی ہے۔"

"تو کیا ہوا؟ پڑھائی تو شادی کے بعد بھی مکمل ہو سکتی ہے، بس آپ سونی کی شادی کی تیاری کریں، جو رقم سونیا کے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہے وہ نکلوا لیں اس سے پہلے کے وہ اکاؤنٹ بھی فریز کر دیا جائے، فوراً رقم نکلوا کر شادی کی ضروری تیاری کریں، زیور تو گھر پر ہی ہیں ناں۔" نعمان ملک نے سنجیدہ، تھکے تھکے اور بے جان لہجے میں کہا۔

"جی زیور تو گھر میں لاکر میں رکھے ہیں، انشاء اللہ سب ہو جائے گا آپ بس ٹینشن نہ لیں اور ہاں سب سے اہم بات تو ہم نے نوٹس ہی نہیں کی، بیٹی کی شادی کے لئے لڑکا بھی تو ضروری ہے شادی کیسے ہو گی سونیا کی اور کس کے ساتھ ہو گی؟ وہ بھی اتنی ایمرجنسی میں؟" ذائرہ ملک نے سنجیدگی سے سوال کیا تو نعمان ملک چونک کر ان کو دیکھنے لگے، یوں جیسے انہوں نے کوئی انہونی بات کہہ دی ہو۔

☆☆☆

"ہیلو سونیا ڈارلنگ! کیسی ہو، کہاں ہو؟ قسم سے تم نے تو جان ہی نکال دی تھی میری، دو دن سے ٹرائی کر رہا ہوں مگر تم نے میری کال اٹینڈ کرتی ہو نہ میسج کا جواب دیتی ہو واٹس ہیپنڈ بے بی؟"

"انور! تمہیں چین نہیں آتا میں نے تمہیں ایس ایم ایس کیا تھا کہ میرے پاپا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور تم پھر بھی شعر و شاعری سینڈ کرتے رہے یہ نہیں کہ پاپا کا حال ہی پوچھ لو، نہ یہ خیال آیا تمہیں کہ میں کتنی پریشان ہوں آج کل۔"

سونیا نے باوجود ضبط کے بہت سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں بات کی تھی انور سے جو اس کا یونیورسٹی فیلو تھا اور اول درجے کا فلرٹ اور فراڈ نیچر کا شخص تھا، سونیا سے کافی سینئر تھا، سینئر کیا گزشتہ چار سال سے یونیورسٹی میں قدم جمائے بیٹھا تھا، نہ پڑھتا نہ پاس ہوتا تھا، بس لڑکیوں سے افیئر چلانے میں ڈگری حاصل تھی اسے اور لگتا تھا کہ لو افیئرز میں ہی ماسٹرز بلکہ پی ایچ ڈی کرنے کے لئے اس نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تھا اور سونیا کے ساتھ ساتھ دو اور لڑکیاں نائلہ اور تمکین بھی آج کل اس کی ہٹ لسٹ پر تھیں، خوبصورت لڑکیوں سے دوستی، فلرٹ کرنا، ڈیٹس پر جانا اس کا من پسند مشغلہ تھا، زمیندار کا بیٹا تھا اس لئے تعلیم کو اس نے کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا تھا، جیسے تیسے سفارش کروا کے یونیورسٹی تک پہنچ تو گیا تھا مگر اب اس

کا دل یہاں سے جانے کو نہیں کرتا تھا، دل تو اس کا بیک وقت کئی لڑکیوں کے آس پاس ہمک رہا ہوتا تھا اور تو اس میں کچھ خاص نہ تھا بس لب و لہجہ بہت دلنشین اور شاعرانہ تھا، لڑکیوں کے حسن و جوانی کے قصیدے پڑھ کر پیار بھرے اشعار ان کی سماعتوں میں انڈیل کر وہ انہیں اپنی طرف متوجہ کیا مائل بھی کر لیتا تھا، لڑکیاں بے چاری ان کی اس عادت کو محبت سمجھ کر اس کے پیچھے چلی آتیں اور وہ انہیں اپنی تسکین جان بنا کر مٹا کر اور بالآخر ٹھکرا کر کسی نئے شکار کی طرف گھات لگا کر بیٹھ جاتا تھا، سونیا نوخیز ان چھوئی کلی تھی، کلیوں جیسا، دودھ اور میدے سے گندھا سفید رنگ جن میں گلاب کی سرخی بھی گھلی تھی، اسے ایک پاکیزہ روح کی طرح پیش کرتا تھا، سونیا اپنے نام کی طرح سونی تھی، بڑی بڑی سیاہ آنکھیں جو ہر آن ذہانت کی، شرارت کی چمک سے دیکھنے والوں کو خیرہ کرتی تھیں، ستواں ناک، بھرے بھرے گال، شنگرفی ہونٹ، تیر کمان سے ابرو جیسے قدرت نے بڑی فرصت سے اس کے نین نقش کو تراشا تھا، اس پر مناسب قد، بھرا بھرا صحت مندی کی چغلی کھاتا جسم، سیاہ زلفیں، ریشمی تاروں کی طرح لہراتی بل کھاتی اس کی نازک کمر پر آبشاروں کی یاد دلاتی تھیں، وہ ہنستی مسکراتی تو اس کے دہن میں سفید موتیوں سے جڑے چمکدار دانت اور بھی حسین بنا دیتے تھے۔

ایسے میں انور بیگ تو کیا کوئی بھی مرد اس کے عشق میں گرفتار ہو سکتا تھا اور انور تو تھا ہی گھاگ کھلاڑی اس فیلڈ کا وہ بھلا کیسے اتنی حور شمائل پری وش لڑکی کو دیکھ کر کنی کترا کر گزر جاتا اس نے تو پہلے دن ہی سونیا کو اس کے ڈیپارٹمنٹ تک پہنچا کر اسے ریگنگ، فسٹ ایئر اینڈ نیو کمر فول بنانے سے بچا کر اس کے دل میں اپنے لئے سوفٹ کارنر بنا لیا تھا اور پھر دھیرے دھیرے وہ سونیا کی مدد کے بہانے اس سے روز ملنے لگا اور پھر سے دوستی کر لی اور اس کے حسن و دلکشی کی شان میں اشعار سناتا تو سونیا جیسی کم عمر اور معصوم لڑکی شرما جاتی، وہ بظاہر اس کی بری شہرت کی وجہ سے اس سے بچتے، چھپنے کی کوشش کیا کرتی تھی، مگر وہ اس پر نظر رکھتا تھا جبھی اسے ڈھونڈ لیتا تھا، اس کو لنچ، ڈنر اور چائے، کافی کی آفر کرتا مگر وہ سلیقے سے معذرت کر لیتی، شاید یہ اس کے والدین کی تربیت کا اثر تھا کہ وہ انور کے ساتھ کبھی یونیورسٹی کی کینٹین پر چائے، کافی پینے نہیں گئی تھی آج تک۔

یونیورسٹی میں کچھ لڑکیاں اسے انور کی منفی سرگرمیوں کے بارے میں بتاتیں اور اسے اس سے بچ کر رہنے کی تاکید کرتیں، اسی ڈر کی وجہ سے وہ بظاہر انور سے دور رہنے اور اسے نظر انداز کرنے کی پوری کوشش کرتی۔

لیکن تنہائی میں اکیلے میں سونیا کو انور کے وہ پیار بھرے اشعار وہ دلربا باتیں وہ اس کے حسن کی مداح سرائی یاد آنے لگتی جو اس کے تن من کو گدگداتی، آنکھوں میں سپنے سجاتی، ہونٹوں پر مسکان کے پھول کھلایا کرتی تھی، یہ شاید اس کی کم عمری کا تقاضا تھا، بچی عمر تھی سپنے دیکھنے کی عمر تو اسے ایسی پیار بھری تعریف خوشی کا احساس دلاتی تھی، خوابوں کی دنیا میں بہا لے جاتی تھی، انور کے افیئرز کے چرچوں اس کی بیڈ ریپوٹیشن کے باوجود وہ بس اسی بات میں خوش تھی کے وہ اس کی تعریف کرتا ہے، اس سے اظہار محبت کرتا ہے اس کے ساتھ وقت، زندگی بتانے کی باتیں کرتا ہے، مگر یہ بھی سچ تھا کہ سونیا نے کبھی اس کی پذیرائی نہیں کی تھی، اس کے جذبوں کو ہوا نہیں دی تھی، اس کی خراب شہرت کی وجہ سے اس کو نظر

انداز کرنے کی کوشش کرتی اور اس کا ایک شوخ جملہ، ایک پیار بھرا شعر پورا دن اس کے کانوں میں گونجتا رہتا، اس کے ہونٹوں پر مسکان بکھیرے رہتا انور کو بہت غصہ تھا کہ ابھی تک وہ سونیا کو یونیورسٹی کی کینٹین تک ساتھ نہیں لا سکا تھا، اس کا یہ گریز، یہ معصومیت اور کم سن حسن اسے بے کل کیے رکھتا تھا اور وہ اپنی سہیلیوں کے جھرمٹ میں خود کو اس سے محفوظ سمجھا کرتی تھی، بے شک اسے انور کی باتیں اچھی لگتی تھیں، لیکن وہ اس کے ساتھ جڑی بری شہرت کو اپنے نام نہیں کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی وہ اس کی محبت میں مبتلا تھی، یہ خوشی تھی تو صرف اپنی تعریف سننے کی اپنے حسن کو سراہے جانے کی اور وہ خود بھی اس حقیقت سے بے خبر تھی، وہ اس سب کو محبت سمجھتی تھی مگر اس سے محبت کرتی نہیں تھی، وہ اس سے عمر میں کم از کم نو برس بڑا تھا، سانولی رنگت، گھنگھریالے بال، بڑی بڑی سیاہ آنکھیں جنہیں شرابی آنکھیں کہا جائے تو درست ہو گا، اونچا لمبا قد، کسرتی بدن وہ ایک دیہاتی مرد تھا پورے کا پورا اور شہر میں آ کر اسے لگتا تھا کہ اس کا کام بس لڑکیوں کو چکر دینا ہی ہے، پڑھائی محض بہانہ تھی۔

اس کی نگاہیں ہر وقت آوارہ گردی کرتی رہتی تھیں، اس کی لچھے دار پیار بھری تعریف و ستائش میں ڈوبی باتیں سونیا جیسی لڑکیوں کو اس کے دام الفت میں پھنسا لیتی تھیں۔

"ارے سونیا ڈارلنگ! چل یار تمہارے پاپا زندہ ہیں، مرے تو نہیں ہیں ناں جو تم پریشان اور بدحواس ہوئی جا رہی ہو، یہ بتاؤ کہیں ملاقات ہو سکتی ہے کیا؟" انور نے بے پرواہی سے کہا تو سونیا کو اس کی بے حسی پر غصہ آنے لگا، اس نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"کیوں مجھ سے ملاقات کی ضرورت کیوں پڑ گئی تمہیں؟"

"کئی دن ہو گئے ہیں تمہیں دیکھے بنا دل بہت بے قرار ہو رہا ہے ڈارلنگ؟" وہ محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"تو اپنی کسی اور گرل فرینڈ سے ملاقات کر کے دل کو قرار بخش لو نا، تمہاری گرل فرینڈز کی تو کمی نہیں ہے۔"

"ہاں تو ٹھیک کہا تم نے مگر...... تم میں جو خاص بات ہے وہ کسی اور میں کہاں؟"

"باتیں بنانا تو کوئی تم سے سیکھے۔" سونیا کے گال لال ہو گئے تھے اس کی بات سن کر شرمیلے لہجے میں بولی تو وہ بھی شوخی سے بولا۔

"اور پاگل بنانا کوئی تم سے سیکھے۔"

"فضول باتیں مت کرو، مجھے بہت کام ہے گھر میں، میں تم سے نہیں مل سکتی اور ویسے بھی میں نے کئی بار تم سے کہا ہے کہ مجھے ملنے کے لئے فورس مت کیا کرو، لوگ باتیں بناتے ہیں اور میں یونیورسٹی میں پڑھنے جاتی ہوں افیئرز چلانے یا ڈیٹس مارنے نہیں جاتی۔" سونیا نے نجانے کیسے اس سے یہ سب کہہ دیا وہ بھی ایکدم سنجیدہ ہو کر کہنے لگا۔

"ارے یار! مت چلاؤ افیئر لیکن ہم دوست کی حیثیت سے تو مل سکتے ہیں ناں۔"

"نہیں، تم میرے دوست نہیں ہو اور نہ ہی مجھے کسی میل (مرد) دوست کی ضرورت ہے او کے بائے۔" سونیا نے تیزی سے اپنی بات مکمل کر کے فون بند کر دیا۔

"او شٹ۔" انور نے غصے سے موبائل بیڈ پر اچھالا تھا اور ادھر سونیا نے اپنا بے کل دل سنبھالا تھا، وہ اس سے ہٹ کر اس کی عادتوں اور حرکتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"کیا انور کو مجھ سے محبت ہے؟" یہ سوال

اس کے دل نے کیا تھا اور جواب دماغ دے رہا تھا۔

"نہیں انور کو ایسی محبت تو سینکڑوں لڑکیوں سے ہوگی، وہ صرف تمہارے حسن کی تعریف کرتا ہے صرف تمہاری خوبصورتی سے فائدہ اٹھانا ہے، وہ اپنا مقصد پانے کی خواہش میں تمہیں اہمیت دیتا ہے، جو کئی لڑکیوں کے ساتھ بیک وقت افیئر چلا رہا ہو وہ تمہارے ساتھ مخلص کیسے ہوسکتا ہے، اس کے ساتھ گھومنے کا، دوستی کرنے کا مطلب ہے اپنی شہرت خراب کرنا، اپنا نام بدنام کرنا، خود کو دوسروں کی نظروں میں بے کردار ثابت کرنا اور یہ رسک تم یقیناً نہیں لینا چاہو گی سونیا ملک۔"

"ہاں میں عزت کی قیمت پر محبت نہیں حاصل کرنا چاہتی اور محبت کیا مجھے انور سے محبت ہے؟"

"یہ محبت ہے یا محض وقتی خواہش اور خوشی اپنی مدح سننے کی؟"

"کیا انور کے میری زندگی سے چلے جانے سے مجھے کوئی فرق پڑے گا؟" دماغ نے جواب دیا۔

"نہیں تمہیں انور کے چلے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، وہ تمہاری محبت کا اہل نہیں ہے، کیا تم ایک ایسے مرد سے محبت کروگی جو تمہیں صرف تمہاری خوبصورتی کی وجہ سے چند لمحوں کی تسکین کے لئے تم سے محبت کا اظہار کرے اور تمہارے ساتھ ساتھ کئی اور لڑکیوں سے بھی یہی پیار بھرے جملے بولے جو وہ تم سے بولتا ہے؟"

"ہرگز نہیں، میں صرف اس شخص کو اپنے سچے جذبے سونپوں گی جو صرف مجھے چاہے گا مجھے محبت کا مان دے گا عزت اور خلوص کے ساتھ مجھے اپنائے گا اور جو ہمیشہ صرف اور صرف میرا رہے گا، انور نے مجھ سے محبت کرنے کے دعوے تو بہت کیے ہیں لیکن کبھی مجھ سے شادی کرنے کی بات نہیں کی۔" سونیا کے دل نے کہا تھا۔

"شادی کیے بغیر جب انور جیسے آدمی کو خواہشیں پوری ہو رہی ہوں تو بھلا اسے کیا ضرورت ہے شادی کا وبال پالنے کی، سچ ہی تو ہے "شادی" انور جیسے کلی کلی منڈلانے والے بھنورے اور ہوس کے مارے آدمی کے لئے وبال ہی تو ہے۔" دماغ نے اسے سمجھایا۔

"سونیا بیٹا! کہاں ہو آپ؟" مما کی آواز پر سونیا کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹ گیا اور چونک کر سوچوں کے بھنور سے باہر نکلی اور مما کی بات سننے چلی گئی۔

رحمٰن ملک اور نعمان ملک دو بھائی تھے، دونوں کے اتفاق سے دو ہی بچے تھے، سیف الرحمٰن، شمسہ اور رحمٰن ملک کا بیٹا تھا اور سونیا، نعمان ملک اور ذائرہ ملک کی اکلوتی بیٹی اور سیف سے چھ سال چھوٹی تھی، سیف الرحمٰن نے ایم بی اے لندن سے کیا تھا اور اسے بہت اچھی جاب مل گئی تھی کراچی میں اپنے فارن سرٹیفکیٹ کی وجہ سے اور وہ اپنی جاب کے ساتھ ساتھ رحمٰن ملک کے بزنس کو بھی دیکھ رہا تھا۔

رحمٰن ملک کی لیدر گارمنٹس کی دو فیکٹریاں تھی اور وہ دو کینال کے بنگلے میں اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے، سیف، سونیا کو شروع سے ہی پسند کرتا تھا اور شباب کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اس کا یہ پسندیدگی، محبت میں بدل گئی تھی، لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سونیا نے اسے کبھی خاص نظروں سے نہیں دیکھا اور نہ اس کے دل میں سیف کے لئے وہ خاص فیلنگز تھیں جو وہ سونیا کے لئے رکھتا ہے، پھر بھی سیف کو یہ اطمینان ضرور تھا کہ سونیا چونکہ

اس کی اکلوتی چچا زاد ہے لہٰذا اس کے ساتھ اس کی شادی پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا، اس لئے وہ صحیح وقت کے انتظار میں یعنی سونیا کی تعلیم مکمل ہونے کے انتظار میں تھا۔

سیف کے سونیا کے لئے پیار بھرے جذبات سے رحمٰن ملک اور شمسہ ملک بھی آگاہ تھے اور انہیں اس رشتے پر کوئی اعتراض بھی نہیں تھا کیونکہ سونیا تھی ہی اتنی پیاری اور معصوم کہ کوئی بھی اس سے رشتہ جوڑنے کی خواہش کر سکتا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سونیا ان کے بھائی کی اولاد تھی، وہ حسین و ذہین تھی تو سیف بھی کچھ کم نہ تھا۔

پانچ فٹ گیارہ انچ قد، بھرا بھرا ورزشی بدن، سرخ و سفید رنگت، ڈارک براؤن گھنے اسٹائلش بال، بھرے بھرے یاقوتی ہونٹ، دلکش نین نقش، جو بے حد من موہنے لگتے تھے غرضیکہ مردانہ وجاہت کا پیکر تھا "سیف" اور اس پر اس کا نرم دھیما شہد آگیں لہجہ، دلکش ہنسی، ہر دم خلوص واحترام سے چمکتی ڈارک براؤن آنکھیں اس کے کلین شیو چہرے کی خوبصورتی بڑھایا کرتی تھیں۔

سونیا کی سیف سے دوستی تھی اور وہ اس سے عمر میں بڑی ہونے کے باوجود اکثر "آپ" کی بجائے "تم" کہہ کر مخاطب کرتی تھی اسے اور "سیفی بھائی" کہہ کر ہی مخاطب کرتی تھی، نعمان ملک کی ایک گارمنٹ فیکٹری تھی، ایک ڈیڑھ کینال کا ڈبل اسٹوری بنگلہ تھا، گاڑی تھی، خوشی تھی، خوشحالی تھی، ان کی خوشی اور خوشحالی کو نظر اس وقت لگی جب ان کے بزنس پارٹنر ریاض بٹ نے فیکٹری کے جعلی کاغذات تیار کروا کر فیکٹری اپنے نام کروالی اور یہی نہیں نعمان ملک نے جو لون (قرض) فیکٹری بنانے کے لئے بینک سے لیا تھا اس کی قسطوں میں ادائیگی کی جاتی تھی اور نعمان ملک کی بدقسمتی یہ تھی کہ انہوں نے اپنے دوست اور بزنس پارٹنر ریاض بٹ پر (جس کا بزنس میں صرف بیس پرسنٹ شیئر تھا) پر اندھا اعتماد واعتبار کر لیا اور ریاض بٹ نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی اندھے ہیں۔

جو اس کی آنکھوں سے چھلکتی بے ایمانی اور دل میں بھرے لالچ اور نیت کے کھوٹ کو دیکھ نہ سکے۔

بینک کا لون نعمان احمد، ریاض بٹ کے ہاتھ ہی بینک میں جمع کرواتے تھے، اس بات سے بے خبر کہ ریاض بٹ نے وہ لون کی رقم بینک کو ادا کرنے کی بجائے اپنے ذاتی بینک اکاؤنٹ میں جمع کروائی تھی ہمیشہ اور بینک کی طرف سے ملنے والے نوٹس بھی نعمان ملک کی نظروں سے بچا کر ضائع کر کے پھینک دیتے تھے، یہ عقدہ تو تب کھلا جب بینک سے ایک ٹیم ان کے فیکٹری آفس آئی اور اس نے انہیں لون ادا نہ کرنے کی بابت پوچھا اور بھیجے گئے نوٹسز کی کاپیاں بھی دکھائیں، نعمان ملک کو بہت زور کا دھچکا لگا تھا، ان کو بتایا گیا تھا کہ انہوں نے بینک لون کی ایک بھی قسط ادا نہیں کی ہے، وہ بینک کا لون ادا نہ ہونے کی وجہ سے فیکٹری سیل کرنے کی بات کر رہے تھے، اس بات کے سنتے ہی نعمان ملک کے پسینے چھوٹ گئے، انہوں نے فوراً ریاض بٹ کو اپنے آفس بلوایا اور بینک لون ادا نہ کیا جانے کے بارے میں پوچھا۔

"ریاض بٹ! یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے بینک کا لون ادا نہیں کیا؟ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ تم بتاؤ انہیں کہ تم خود بینک کی قسطیں جمع کرانے جاتے رہے ہو اب ہم پہ بینک کا کوئی قرض نہیں ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہیں ملک صاحب؟"

ریاض بٹ ڈھٹائی سے بولا۔

"میں نے تو کبھی بینک لون کی قسط جمع نہیں کرائی۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں خود ہر تین ماہ بعد تمہیں پانچ لاکھ کی رقم دیتا رہا ہوں بینک کے قرض کی ادائیگی کے لئے، تم نے جمع کیوں نہیں کرائیں؟" نعمان ملک نے اپنے دل میں اٹھتی ٹیسوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بے کلی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا، بینک کی ٹیم انہیں الجھی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ارے ملک صاحب! خدا کا خوف کریں آپ نے مجھے کبھی بھی کوئی رقم نہیں دی، مجھے کیا معلوم کے آپ نے کب بینک سے قرضہ لیا اور کتنا قرضہ لیا ہے اور کب ادا ہونا تھا آپ پلیز اپنے معاملات میں مجھے مت گھسیٹیں۔" ریاض بٹ نے بے حسی سے کہا۔

"کیا؟" نعمان ملک نے اپنا دل تھام لیا۔

"بس سنیے نعمان صاحب! ہمیں اس بات سے کوئی لینا دینا نہیں کہ آپ نے رقم کس کے ہاتھ بھیجی؟ ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ ہمیں یعنی بینک کو آپ نے ایک بھی قسط واپس نہیں لوٹائی، اس لئے ہم آپ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں اور آپ کی یہ فیکٹری سیل کروا سکتے ہیں، آپ کے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہم پولیس ساتھ نہیں لے کر آئے، ہم نے سوچا کہ پہلے خود چل کر بات کر لیں، اب آپ بتائیں کہ رقم ادا کر رہے ہیں یا ہم اس فیکٹری کو اپنے قبضے میں لے لیں۔" بینک منیجر نے نہایت سنجیدگی سے انہیں دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا تو نعمان ملک کے دل میں درد کی ایک لہر سی اٹھی جو انہیں اٹھنے سے روک گئی۔

"ارے سر! آپ اس فیکٹری کو اپنے قبضے میں کیسے لے سکتے ہیں، یہ فیکٹری تو میری ہے نعمان صاحب یہ فیکٹری مجھے فروخت کر چکے ہیں۔" ریاض بٹ نے سفید جھوٹ بولتے ہوئے نعمان ملک کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" منیجر نے ریاض بٹ کو دیکھا۔

"یہ جھوٹ بول...... رہا ہے۔" نعمان ملک نے بمشکل حلق سے آواز نکالی ان کے چہرے پر ٹھنڈے پسینے پھوٹ رہے تھے۔

"میں جھوٹ کیوں بولوں گا ملک صاحب؟ یہ دیکھیں یہ کاغذات ہیں جن پر آپ کے دستخط موجود ہیں آپ یہ فیکٹری مجھے بیچ چکے ہیں اور یہاں صرف ایک ملازم کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، میری فیکٹری آپ کے کسی قرض کی ادائیگی کے چکر میں ضبط نہیں ہو سکتی۔" ریاض بٹ نے پوری تیاری کر رکھی تھی، فائل کھول کر ان کے سامنے کر دی۔

"یہ...... نہیں...... ہو سکتا...... تت...... تم...... نے...... مجھے...... دھوکا دیا ہے...... ریا......ض...... یہ...... پیپرز...... جعلی ہیں...... تم...... جھو...... ٹے ہو۔" نعمان ملک دل تھام کر اٹک اٹک کر بولتے ہوئے کرسی سے نیچے جا گرے تھے، بینک منیجر اور اس کے ساتھی نے گھبرا کر پیون کو آواز دی، نعمان ملک کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ بے ہوش ہو چکے تھے، اسی وقت ایمبولینس منگوائی گئی اور نعمان ملک کو ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا۔

☆☆☆

دل پہ اختیار ہوتا تھا مگر
یہ تیرے اختیار سے پہلے کی بات ہے

سونیا کے موبائل پر انور کا ایس ایم ایس اس شعر کی صورت آیا تھا، جسے پڑھ کر اس کا دل تو دھڑکا تھا بہت دور سے لیکن دماغ نے اسے الرٹ کر دیا تھا کہ اس کی منزل نہیں ہے یہ شعر اس نے نجانے کتنی لڑکیوں کو سینڈ کیا ہوگا، وہ ایسا ہی شاطر کھلاڑی تھا ایک وقت میں کئی لڑکیوں کے دلوں سے کھیلنے والا، انہیں خوش فہمی میں مبتلا کرنے والا، سونیا کا دل بھی اس کی رومینٹک باتوں اور شاعری سے دھڑکنے لگتا تھا، آنکھوں میں اس کے سنگ سفر کرنے کے سپنے سجنے لگتے تھے، روح میں بے کلی سی سرائیت کر جاتی تھی، اس کی شاعرانہ گفتگو اور رومینٹک لہجے کی وجہ سے کتنی لڑکیاں اس پر مری مٹی جاتی تھیں، نجانے کتنی لڑکیوں سے اس کے افیئر ز چل رہے تھے کئی سے ختم ہو چکے تھے اور کتنی سے اب اسٹارٹ ہو رہے تھے، پھر وہ سونیا کو اچھا لگتا تھا، سونیا نے اس کے ایس ایم ایس کا کوئی جواب نہیں دیا پڑھ کر ڈیلیٹ کر دیا۔

یونیورسٹی کھلنے والی تھی اور سونیا کو غیر محسوس سا یونیورسٹی جانے کی انور کو دیکھنے کی جلدی تھی، دل بھی کتنا پاگل ہوتا ہے نا اسے لاکھ سمجھاؤ کے یہ آگ ہے ہاتھ ڈالو گے تو جل جاؤ گے مگر وہ پھر بھی آگ کی تپش، چمک اور بھڑکیلے پن کی کشش میں اس کی جانب ہمکتا چلا جاتا ہے اور سمجھتا تب ہے جب جل کر راکھ ہو جاتا ہے اسی آگ کے ہاتھوں، سونیا کا بھی یہی حال تھا وہ انور سے تعلق رکھنا بھی نہیں چاہتی تھی اور توڑنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"سونیا بیٹی!" وہ اپنی سوچوں میں اپنے کمرے میں بیٹھی تھی، رحمٰن ملک اور شمسہ ملک کافی دیر سے آئے ہوئے تھے، ان سے مل کر وہ اپنے کمرے میں چلی آئی تھی، اب مما اس کے کمرے میں آئیں تو ان کی آواز سن کر وہ چونک گئی۔

"جی مما!"

"بیٹی! آپ کی تائی امی اور تایا ابو واپس جا رہے تھے اور آپ نہیں خدا حافظ بھی نہیں کہنے آئیں، بری بات ہے بیٹا۔" ذائرہ ملک نے اسے نرم لہجے میں اس کی غلطی سے آشنا کرایا تو شرمندگی سے بولی۔

"سوری ماما، مجھے دھیان نہیں رہا۔"

"کس دھیان میں ہیں آپ آج کل؟" ذائرہ ملک نے گہری نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا تو وہ شپٹا گئی۔

"کک...... کسی میں نہیں مما، وہ میں...... پاپا کی وجہ سے پریشان ہوں۔"

"آپ اپنے پاپا کی پریشانی دور کرنا چاہتی ہیں ناں؟" ذائرہ ملک نے اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی مما!" سونیا نے ان کے چہرے کو دیکھا۔

"تو ہماری ایک بات مانیں گی۔"

"جی مما! میں پاپا کی خوشی اور سکون کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔" سونیا نے صدق دل سے کہا۔

وہ اپنے پاپا، مما دونوں سے بے پناہ محبت کرتی تھی، دنیا میں ان سے زیادہ اس کے لئے کوئی بھی اہم نہیں تھا۔

"تو میری جان! آپ کے پاپا کی خواہش ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے ہم آپ کی شادی کر دیں، آپ کی تعلیم شادی کے بعد مکمل ہو جائے گی۔" ذائرہ ملک نے یہ بات کہہ کر اسے بے چین و بے قرار کر دیا، وہ بے بسی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"مگر مما! میری شادی اتنی جلدی کیوں کرنا چاہتے ہیں آپ اور پاپا؟"

"سونیا بیٹا! آپ کے پاپا کو ہارٹ اٹیک

کے بعد کوئی بھروسہ نہیں رہا زندگی کا اور آپ جانتی ہیں ناں کے ان کے بزنس پارٹنر نے انہیں کتنا بڑا دھوکا دیا ہے، بس ان حالات کی وجہ سے آپ کے پاپا چاہتے ہیں کہ آپ کی شادی کردی جائے اور ہم اپنے اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔" ذائرہ ملک نے بھیگتے لہجے میں کہا تو سونیا کا دل تڑپ کر رہ گیا۔

"مما! آپ اور پاپا مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں؟ کیا ہوا ہے؟ سب ٹھیک ہے نا مما۔"

"ہاں بیٹا! سب ٹھیک ہے بس آپ شادی کے لئے ہاں کردیں پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" ذائرہ ملک نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے ہالے میں لے کر بھیگتی آواز میں پریقین لہجے میں کہا۔

"شادی کس سے کرنی ہے؟" سونیا نے پوچھا۔

"سیفی سے۔"

"سیفی سے وہ "اپنا" سیفی۔" سونیا نے حیرانگی سے کہا۔

"جی بیٹا! وہ اپنا سیفی۔" ذائرہ ملک مسکرا کر بولیں۔

"رحمٰن بھائی اور شمسہ بھابھی، ابھی سیفی اور آپ کی شادی کا پرپوزل دے کر گئے ہیں، آپ کے پاپا تو بہت خوش ہیں اس پرپوزل سے اور میں بھی کیونکہ سیف ہمارے گھر کا بچہ ہے، دیکھا بھالا ہے، سلجھا ہوا، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بہت خوش مزاج، خوش اخلاق ہے اور سب سے بڑھ کر ہمارا اپنا خون ہے آپ کے پاپا کا سگا بھتیجا ہے اور نہایت شریف اور نیک لڑکا ہے، آج کل نیک اور شریف لڑکے ملتے کہاں ہیں؟ آج کل کے لڑکوں کو تو گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے اور گلی گلی منڈلانے کی لت لگی ہوئی ہے، شرم و حیا، اخلاقی حدود و قیود سے بے بہرہ جگہ جگہ منہ مارتے پھرتے ہیں، توبہ اللہ معاف کرے، لڑکیوں کو بھی اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال نہیں رہا، لڑکیوں کی طرف سے مثبت جواب اور ردعمل پا کر ہی لڑکے آگے بڑھتے ہیں، ہم اکیلے لڑکوں کو ہی قصوروار تو نہیں ٹھہرا سکتے ناں، لڑکیوں کو بھی عقل، شعور سے کام لینا چاہیے، بھلا ہر لڑکی کے پیچھے بھاگنے والا لڑکا، کسی ایک بھی لڑکی کے ساتھ مخلص ہو سکتا ہے، اللہ ہدایت دے آج کل کی اس نوجوان نسل کو۔" ذائرہ ملک سنجیدگی سے بولتی چلی گئیں، سونیا کو لگا جیسے انہوں نے اس کی چوری پکڑ لی ہے اور وہ اسی کو سمجھانے کے لئے یہ سب کہہ رہی ہیں، وہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔

"مما! آپ کو ایک کالم لکھنا چاہیے اور اس کا عنوان ہونا چاہیے "نوجوان نسل کی بے راہ روی۔" سونیا نے خود کو نارمل کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اچھا، یہ بتائیں پھر کیا خیال ہے آپ کا سیفی کے پرپوزل کے بارے میں؟" ذائرہ ملک نے دھیرے سے ہنس کر استفسار کیا۔

"مما! پلیز مجھے کچھ وقت دیں سوچنے کے لئے یوں ایکدم سے شادی کرلوں میں، کچھ وقت دیں مجھے تاکہ ذہنی طور پر خود کو سمجھا سکوں، تیار کر سکوں۔" سونیا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے بیٹا! آپ سوچ لیں مگر ذرا جلدی کیونکہ ہمیں آپ کی شادی جلدی کرنی ہے، سیف سے نہیں تو کسی اور سے، مگر آپ کی شادی جلدی ہو جائے گی انشا اللہ اور یاد رکھیئے آپ نے اپنے پاپا کے لئے کچھ بھی کرنے کا دعویٰ کیا تھا ابھی۔" ذائرہ ملک نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے آخر میں اسے یاد دلایا، تو وہ ذرا سا مسکرا کر بولی۔

"ڈونٹ وری مما! میں آپ کو مایوس نہیں

کروں گی۔"

"مجھے آپ پر پورا یقین ہے بیٹا، جیتی رہیے۔" ذائرہ ملک نے سونیا سے مسکراتے ہوئے کہا اور محبت سے اس کی روشن پیشانی چوم لی، ان کے اس یقین اور اعتماد پر خوشی اور فخر سے سونیا کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

☆☆☆

آج وہ یونیورسٹی آئی تو انور کے بارے میں بہت سی خبریں گردش کر رہی تھیں، تازہ خبر یہ تھی کہ انور یونیورسٹی کی ایک لڑکی مہوش کے ساتھ کورٹ میرج کر چکا ہے اور آج کل وہ اپنی نئی نویلی دلہن کے ساتھ مری میں ہنی مون منا رہا ہے اور مہوش کے گھر والے ان دونوں کو ڈھونڈتے ہوئے یونیورسٹی بھی آئے تھے اور پستول کی نوک پر انور کے دوستوں اور پرنسپل کو دھمکا کر گئے ہیں کے اگر انور نے مہوش کو واپس نہ کیا تو وہ ان سب کے خلاف پولیس میں مقدمہ درج کرائیں گے، مہوش کے باپ بھائیوں کا تعلق جاگیردار گھرانے سے تھا وہ اپنی اس بے عزتی تلملائے ہوئے تھے، زخمی شیر کی طرح دھاڑتے پھر رہے تھے، سونیا کو انور کی اس نئی واردات کے بارے میں جان کر نہ تو عجیب لگا تھا اور نہ ہی اسے حیرت ہوئی تھی، کیونکہ ایسے قصے تو اس کے شروع دن سے مشہور تھے وہی تھی کہ انور کے فلرٹ ہونے کا جان کر بھی اس پر یقین نہیں کرتی تھی، مگر آج اسے یقین کرنا پڑا ہر اس کہانی پر جو انور کے کردار کی کمزوری سے جڑی تھی، ہر اس قصے پر جو اس کی بھنورا صفت طبیعت سے پر تھا، ہر اس بات پر جو یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس اس کے بارے میں منفی انداز میں کیا کرتے تھے اور ہر اس رائے پر جو نیک شریف لڑکیوں نے انور کے متعلق قائم کر رکھی تھی، بلکہ سونیا کو اس وقت اپنا آپ بہت بے مول محسوس ہو رہا تھا اس خیال سے کہ انور جیسا آدمی اس کو بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہا تھا اب تک، وہ اس کے ساتھ بھی فلرٹ کر رہا تھا، صد شکر تھا کہ اس نے کبھی اس کی پذیرائی نہیں کی تھی اور اس کی دولت تحائف قبول نہیں کیے تھے۔

سونیا کو خود سے شرم آرہی تھی کے وہ کیسے اس کی جھوٹی تعریف پر خوش ہوتی رہی تھی، کیسے اس کے محبت بھرے جملے اور اشعار اسے اچھے لگتے تھے اور اس کی عادت نے اس کی ساری خامیوں کو پس پشت ڈال رکھا تھا، یہ عورت کی فطرت ہے کہ وہ تعریف سننا چاہتی ہے، سراہے جانا اسے ہواؤں اڑائے پھرتا ہے، مدح سرائی اس کی روح میں تازگی اور آنکھوں میں خواب بھر دیتی ہے، پیار میں ڈوبے دو جملے اس کے گالوں پر حیا کی لالی بکھیر دیتے ہیں۔

محبت کی ایک گہری نظر اس کے چہرے کو دھنک کے ساتوں رنگوں سے سجا کر الوہی حسن بخشا کرتی ہے، مگر جہاں تعریف محض ہوس اور لحاتی تسکین کی غرض سے کی جا رہی ہو وہاں عورت کا احساس جاگنے کی دیر ہے، وہ اسے اپنی نسوانیت کی توہین سمجھتی ہے اور ایک پل لگاتی ہے من سنگھاسن پر براجمان بادشاہ کو مٹی میں رولنے میں اور ایسا ہی سونیا نے کیا تھا۔

سوائے اپنے حسن کی مدح سرائی کے اس سے کیا مل سکتا تھا اسے؟ وہ مخلص تو کسی کے بھی ساتھ نہیں تھا، یہ بات سونیا کو سمجھ میں اچھی طرح سے آگئی تھی، پہلے وہ ان باتوں کو دل کے کہے میں آکر نظر انداز کر دیا کرتی تھی اور اب وہ ساری باتیں مدنظر رکھتے ہوئے اسے یہ ماننا پڑا کہ وہ انور کے بارے میں اپنے دل میں سوفٹ کارنر رکھنے کی بھول کرتی رہی ہے لہٰذا اب انور کو دل سے تو کیا ذہن و دماغ سے بھی نکال پھینکا تھا اس

نے، اک آن میں دل و دماغ ایک ہوئے تھے اور مثبت لائنز پر سوچ رہے تھے۔

"جو آدمی ہر دوسری لڑکی سے پیار محبت کی باتیں کرتا ہو، ہر حسین لڑکی کو دنیا کی حسین ترین لڑکی کہہ کر اس پر مر مٹنے کے دعوے کرتا ہو، وہ بھلا کسی ایک جگہ کیسے ٹک سکتا ہے، انور نے کون سا مجھ سے عہد و پیمان باندھے تھے، کون سا مجھے سب سے ہٹ کر چاہا تھا، اس کی بہت سی چوائسز میں سے میں بھی ایک چوائس بلکہ ٹارگٹ تھی، جو شکر ہے اس کی پہنچ سے دور رہی ورنہ میری زندگی برباد ہو جاتی، کتنی احمق ہوں نہ میں ایک برے آدمی کی زبان سے کی گئی اپنی تعریف پر خوش ہوا کرتی تھی، اسٹوپڈ سونیا! تعریف تو تمہاری سیف بھی کیا کرتا تھا مگر اس کے سراہنے کے انداز بہت سوبر تھے جو مجھے معتبر ہونے کا احساس دلایا کرتے ہیں ہمیشہ اور سیف تو میرا کزن اور دوست ہو کر مجھ سے کبھی اس طرح فرینک نہیں ہوا تھا بلکہ ہمیشہ اپنی گفتگو میں اس نے ایک سلجھے ہوئے اور مہذب شخص کی طرح مجھے متاثر کیا ہے، تو کیا مجھے سیف سے شادی کے لئے ہاں کر دینی چاہیے۔" سونیا اپنی سوچوں میں گم خود سے محو گفتگو سوال جواب کرتی، اپنا تجزیہ کرتی یونیورسٹی لان سے اٹھ کر گیٹ کی جانب بڑھ گئی، کیونکہ آج اس کے آخری دو پیریڈز فری تھے پروفیسر صاحبان کی رخصت کی وجہ سے یونیورسٹی سے باہر نکل کر نجانے کیا خیال آیا وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر سیدھی سیف کے گھر "رحمن ولا" چلی آئی۔

سونیا رحمن ملک کے گھر بہت کم آیا کرتی تھی اور جب بھی آتی تھی، مما پاپا کے ہمراہ آتی تھی، آج نجانے کیا سوجھی تھی کے بلا ارادہ ہی ادھر چلی آئی، گیٹ پر چوکیدار کوئی نیا آیا تھا، اس نے بمشکل اسے اندر جانے دیا۔

"سنیں میڈم! صاحب لوگ اندر معروف ہیں، آپ باہر ہی ان کا انتظار کریں ان کی اجازت کے بغیر آپ اندر نہیں جا سکتیں۔" چوکیدار نے سونیا کو دیکھتے ہوئے سپاٹ اور تیز لہجے میں کہا، سونیا کو غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"میں رحمن صاحب کی بھتیجی اور سیف صاحب کی کزن ہوں۔"

"آپ جو بھی ہیں صاحب کی اجازت کے بغیر ان سے نہیں مل سکتی، ادھر لان میں بیٹھ کر انتظار کر لیں۔" چوکیدار جو دیکھنے میں پینتیس سے چالیس برس کے درمیان کا دکھتا تھا بدتمیزی سے بولا، پھٹے ڈھول جیسی آواز تھی اس کی، سونیا نے اس کے منہ لگنا مناسب خیال نہ کیا اور خاموشی سے لان کی طرف بڑھ گئی۔

"کھڑوس چوکیدار، مہمانوں کو بھگانے کے لئے اچھا آدمی ڈھونڈا ہے سیفی صاحب نے۔" سونیا بڑبڑاتی ہوئی لان چیئر پر بیٹھ گئی جہاں ہلکی سنہری دھوپ اپنی نرماہٹوں سمیت اسے مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہہ رہی تھی، سونیا نے دیکھا چوکیدار گیٹ سے باہر گیا تھا وہ فوراً اٹھ کر اندر کی جانب دوڑی، ڈرائنگ روم کے دروازے کے قریب پہنچی تو اندر سے آتی تائی امی (شمسہ ملک) تایا ابو (رحمن ملک) اور سیفی کی آوازوں نے اس کے قدم روک لئے۔

"دیکھو سیفی بیٹا! نعمان اپنی بیٹی کی شادی جلد از جلد کر دینا چاہتا ہے، جبھی تو ہم نے اس کے سامنے تمہارا پرپوزل رکھا ہے اور تم بھی تو سونیا سے ہی شادی کرنا چاہتے ہو، محبت کرتے ہو اس سے پھر یہ جھجک کیسی؟" رحمن ملک کہہ رہے تھے اس انکشاف پر سونیا کے چہرے حیا کی لالی بکھر گئی تھی کہ سیف اس سے محبت کرتا ہے اور اس

نے کبھی اس سے اپنی محبت کا اظہار تک نہیں کیا تھا یہی تو فرق تھا سیف اور انور میں، ایک ہر وقت محبت کا راگ الاپتا تھا اور دل سے اتر گیا اور دوسرا یعنی سیف عزت کا درجہ دیتا تھا اسے اور اس کے دل میں اتر گیا تھا، ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں، سونیا کو آج یہ بات بھی پوری سچائی کے ساتھ سمجھ آ گئی تھی۔

"ڈیڈی! میں سونیا کو زبردستی اپنی زندگی میں شامل نہیں کرنا چاہتا، اس کے حالات کا، مجبوریوں کا فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا، میں نہیں چاہتا کے وہ میرے پاس اپنی مجبوریوں کی وجہ سے آئے، میں چاہتا ہوں کے وہ میرے پاس محبت کی وجہ سے آئے، جو محبت مجھے اس سے ہے۔" سیف نے سنجیدہ مگر نرم لہجے میں کہا اس کا لہجہ لو دیتا ہوا سا تھا سونیا کے لئے سچے اور پرخلوص جذبات کی لو دیتا ہوا۔

"ارے بیٹا! اس میں زبردستی کی کون سی بات ہے سونیا تمہاری کزن ہے، دوست ہے اور جب شادی ہو جائے گی تو اسے تم سے محبت بھی ہو جائے گی، ارینج میرج ہی آفٹر میرج "لو" میں بدل جاتی ہے اب تم ہمیں یہ دیکھ لو تمہاری ممی کو میں نے پہلی بار دلہن بنے ہی دیکھا تھا اور ماشاءاللہ آج تک دیکھ رہے ہیں، محبت سے کیوں بیگم صاحبہ درست فرمایا ہے نہ ہم نے۔" رحمن ملک نے مسکراتے ہوئے شوخ نظروں سے گریس فل سی شمسہ بیگم کو دیکھتے ہوئے اپنی بات کی تائید و تصدیق چاہی تو وہ شرمیلے پن سے مسکرا دیں اور سیف ہنس پڑا۔

"اور ہاں برخوردار! تم نے کون سا سونیا کو کہا ہے آئی لو یو، پھر بھلا وہ کیسے تمہارے پاس تمہاری محبت کی وجہ سے آئے گی ہوں۔"

"ڈیڈی! ہر بات کہنے کی تو نہیں ہوتی کچھ باتیں محسوس بھی کی جاتی ہیں۔" سیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر اس صورت میں "اگر دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی" والی صورتحال ہو، یہاں تو تم اکیلے ہی جل رہے ہو برخوردار۔" رحمن ملک مسکراتے ہوئے بولے تو شمسہ ملک نے کہا۔

"جناب! سونیا ماشاءاللہ بہت حساس اور لونگ نیچر کی مالک ہے آپ دیکھئے گا دو دن میں وہ ہمارے بیٹے کو اس محبت سے دل سے اپنائے گی کے سیف صاحب اپنی قسمت پر رشک کرنے لگیں گے۔"

"اللہ آپ کی زبان مبارک کرے ممی جان۔" سیف خوش ہو کر بولا تو وہ دونوں ہنس پڑے اور سونیا کے دل کی دھڑکنیں شور مچانے لگیں، اس کی یہ کیفیت آج سے پہلے تو کبھی نہ ہوئی تھی، شاید یہ سچی اور پرخلوص محبت کا احساس تھا جو دل کو یقین کے تار پر رقص کرنے پر اکسا رہا تھا۔

"دیکھا کتنا اوتاولا، بے کل ہوا جا رہا ہے سونیا سے شادی کے لئے۔" شمسہ ملک نے اس کے گال پر محبت سے ہاتھ پھیرا وہ شرما گیا۔

"جی جی دیکھ رہا ہوں جبھی تو کہہ رہا ہوں کے نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔"

"لیکن ڈیڈی! سونیا کو کچھ بھی معلوم نہیں ہونا چاہیے۔" سیف نے رازدارانہ لہجے میں کہا تو سونیا کے کان کھڑے ہو گئے۔

"کیا معلوم نہیں ہونا چاہیے؟" شمسہ ملک نے پوچھا۔

"یہی کہ اس کے پاپا یعنی نعمان چچا کے ساتھ اصل میں ہوا کیا ہے؟ نہ یہ کہ ان کا وہ گھر رہن رکھا ہے بینک لون ادا نہ ہو سکنے کی صورت

میں وہ بنگلہ خالی کرنا ہوگا چچا جان کو، فیکٹری مکمل طور پر اس فراڈیے ریاض بٹ کے اختیار میں ہے، چچا جان کے پاس بزنس رہا ہے اور نہ گھر یہ ان کی ملکیت باقی ہے، وہ سونیا کو اپنی ان پریشانیوں سے دور رکھنا چاہتے ہیں، اس لئے تو اس کی شادی کر دینا چاہتے ہیں۔" سیف سنجیدگی سے بول رہا تھا، سونیا پر ایک کے بعد ایک انکشاف ہو رہا تھا، وہ اپنے پاپا کی تکلیف اور پریشانی اب صحیح طور پر جان پائی تھی، دل دکھ سے بھر گیا تھا۔

"ہاں بیٹا! میرا بھائی بہت خود دار ہے اس نے کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگا اپنی محنت سے اپنا گھر اور کاروبار اسٹیبلش کیا تھا اور اب وہ سب کچھ ہاتھ سے جاتے دیکھنا نعمان کے لئے کس قیامت سے کم نہیں ہوگا۔" رحمٰن ملک افسردگی سے بولے تو شمسہ ملک نے کہا۔

"آپ کچھ کریں ناں، بھائی صاحب کے لئے اس فراڈیے بٹ کو اریسٹ کروائیں گے، ایسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں اسے، نعمان بھائی تو سڑک پر آ جائیں گے۔"

"اللہ نہ کرے۔" سونیا اور سیف نے بے اختیار کہا تھا سیف نے زبان سے سونیا نے دل میں کہا تھا، آنسوؤں کو ضبط کیا تھا، آج تو جیسے انکشافات کا صدمات کا دن تھا سونیا کے لئے وہ اندر سے ڈھے ہی گئی تھی یکا یک اس ساری صورتحال حال کو جاننے کے بعد۔

"میں اپنے بھائی کو سڑک پر نہیں آنے دوں گا میں نے نعمان سے بھی کہا ہے میں اس کا قرضہ ادا کروں گا اس کا گھر کہیں نہیں جانے دوں گا اور فیکٹری بھی انشا اللہ نعمان کو واپس مل کر رہے گی، میں نے نعمان کو اپنے ساتھ اور تعاون کا یقین دلایا ہے اور کہا ہے کہ بس وہ سونیا اور سیفی کے رشتے کے لئے ہاں کر دے باقی سب میں سنبھال لوں گا۔" رحمٰن ملک نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ آپ نے بہت اچھا کیا، آخر اپنے ہی کڑے وقت میں اپنوں کے کام آتے ہیں۔" شمسہ ملک بولیں۔

"بالکل۔" سیف نے کہا اور سونیا دبے پاؤں چلی ہوئی لان میں آ کر بیٹھ گئی۔

دل و دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں، آنکھیں پاپا کی پریشانی اور مما کی بے بسی پر بھر آئی تھیں مگر وہ اپنے آنسو اس جگہ بیٹھ کر تو بہانا نہیں چاہتی تھی، خود سے سوال کر رہی تھی۔

"تو کیا مجھے پاپا کو مزید پریشانی سے بچانے کے لئے سیفی سے شادی کر لینی چاہیے؟"

اگر حالات خراب نہ ہوتے تو وہ کبھی بھی اتنی جلدی اپنی تعلیم مکمل کیے بغیر سیف سے شادی پر غور نہ کرتی مگر حالات دونوں طرف خراب تھے ایک طرف انور جیسے وہ انجانے میں اپنی محبت سمجھ بیٹھی تھی، اس کی باتوں کو سچ سمجھتی رہی تھی وہ سب جھوٹ ثابت ہو گیا تھا دونوں کو ہی ایک دوجے سے محبت نہیں تھی، انور کی آوارگی بے باکی اور بے وفائی کے قصے مشہور ہو رہے تھے تو دوسری جانب پاپا کا بزنس چھن گیا تھا اور گھر چھننے والا تھا، گھر کے حالات بھی خرابی کی جانب گامزن تھے، وہ گھر جو پاپا نے بہت محنت سے، محبت سے بنوایا تھا وہ بھی اب ان کے ہاتھوں سے نکلا جا رہا تھا، اسی صدمے نے انہیں ہارٹ اٹیک سے دو چار کر دیا تھا، ایسے میں سونیا اگر واقعی انور یا کسی اور سے محبت کرتی ہوتی تب بھی اسے یہ پیار اپنے پاپا پر وار دینے میں کوئی عار محسوس نہ ہوتا، اپنی محبت کا گلا گھونٹنا بہتر لگتا، اسے اپنے مما پاپا سے، اپنے گھر سے بہت پیار تھا اور اگر وہ انور کی محبت پر یقین کرتی اور ترازو میں تولتی تب بھی

"میزان محبت" میں مما پاپا کا پلڑا بھاری تھا، جب اس نے ایک لمحے کو انور کے بارے میں سوچا اور حد یہ کہ اس نے سیف کی محبت کے بارے میں سوچا تب بھی اُسے اپنے مما پاپا کی محبتوں کے مقابلے میں وہ بہت معمولی محسوس ہوئی۔

"میں کچھ دیر کے لئے بہک ضرور گئی تھی مگر بھٹکی نہیں ہوں اور نہ ہی میں کسی کی چند دن کی محبت توجہ اور پذیرائی پر اپنے پیرنٹس کی اکیس برس کی محبتیں اور چاہتیں فراموش کر سکتی ہوں، مجھے وہی کرنا چاہیے جو ان حالات میں میرے مما پاپا کو خوشی دے سکے، ان کی مشکل آسان کر سکے۔" سونیا نے دل میں کہا اور گہرا سانس فضا میں خارج کرتے ہوئے خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی تھی، اچانک سیف باہر نکلا تھا اس کی نظر لان میں بیٹھی سونیا پر پڑی تو آنکھوں کے گلشن میں دیدار کے پھول کھل اٹھے تھے، وہ خوشی سے مسکراتا ہوا اس کے پاس لان میں ہی چلا آیا۔

"سونی! تم کب آئیں؟"

"اکیس سال پہلے۔" سونیا نے اس کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص شوخ لہجے میں کہا تو وہ ہنس پڑا۔

"میں تمہارے اس دنیا میں آنے کی مدت نہیں پوچھ رہا میم، میں آپ کے یہاں آنے کی ٹائمنگ پوچھ رہا ہوں۔"

"آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہے آئے ہوئے اور کسی نے چائے، پانی کا پوچھا نہ ہی اندر جانے دیا، بہت بڑے بزنس مین بن گئے ہو نا تم اب تو تمہارے پاس دوست اور کزن کے لئے بھی وقت نہیں ہے، اپنے ہی گھر میں اپنا انتظار کرواتے ہو، شرم تو نہیں آتی نا تمہیں۔" سونیا نے خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے ناراض اور شکایتی لہجے میں کہا تو سیف کو اس پر بے انتہا پیار آیا۔

"اوہ سوری سونی، رئیلی اگر مجھے پتا ہوتا کہ تم یہاں آؤ گی تو میں چوکیدار کو آرڈر نہیں دیتا، منع نہیں کرتا، یہ تو تمہارا اپنا گھر ہے ڈیئر کزن اور اس گھر کے دروازے تمہارے لئے ہر وقت کھلے ہیں اور اس دل کے دروازے بھی۔" سیف نے اس دل پہ ہاتھ رکھ کر کہا آنکھوں میں اس کے لئے محبت چمک رہی تھی۔

"سچی۔" سونیا نے آنکھیں پٹپٹا کے اسے دیکھا۔

"ہاں سو فیصد سچی۔" سیف نے مسکراتے ہوئے دل سے کہا۔

"اچھا چلو مان لیا، اب مجھے جوس پلواؤ، بہت پیاس لگ رہی ہے، حق میزبانی بھی ادا کرو اب۔"

"جو حکم کزن صاحبہ! چلیے اندر۔" سیف نے بڑی ادا سے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے اپنا شولڈر بیگ کندھے پر ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ایک بات پوچھوں سونیا؟"

"پوچھو۔" سونیا نے اس کے ساتھ قدم بڑھائے۔

"شادی کس سے کرو گی؟"

"شادی؟" سونیا کا دل ہی نہیں قدم بھی ایک لمحے کو رک گئے تھے اس کے اس سوال پر، مگر انجان بن کر پوچھا۔

"تمہیں میری شادی کا خیال کیوں آ گیا وہ بھی اچانک؟"

"دراصل میں آج کل اپنی شادی کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" سیف نے بتایا، سونیا کا دل اتھل پتھل ہونے لگا۔

"ہاں تو اپنی شادی کا سوچو نا، میری کا کیوں؟"

"کیونکہ میں سوچ رہا ہوں کہ تم سے شادی

کرلوں۔"

"کیا مجھ سے شادی کرو گے تم؟" سونیا نے بھرپور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے تیز آواز میں کہا وہ اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ ان سب کی باتیں سن چکی ہے اور یہ کہ مما نے بھی اس سے اس رشتے کی بات کی ہوئی ہے، وہ مکمل لاعلمی ظاہر کررہی تھی۔

"ہاں اگر تم "ہاں" کردو تو۔" سیف نے اس کے سندر صبیح چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا وہ سٹپٹا کر اندر کی جانب بڑھنے کو مڑی۔

"بتاؤ نا۔" سیف نے اصرار کیا۔

"کیا بتاؤں؟" سونیا نے نظریں چرائیں۔

"میری چوائس اچھی ہے نا۔"

"اچھی نہیں ہے، بہت زیادہ اچھی ہے مگر۔" وہ شوخ ہوئی۔

"مگر کیا؟" سیف کی سانس سینے میں اٹکی تھی۔

"مگر بات تمہیں اپنی پسند کی لڑکی کے پیرنٹس سے کرنی چاہیے، نہ کہ لڑکی سے، کچھ تو مشرقی لڑکے ہونے کا ثبوت دو، شرم و حیا تو ہے ہی نہیں آج کل کے لڑکوں میں۔" سونیا نے مسکراتے ہوئے اسے شرم دلاتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"اچھا جی۔" وہ بھی مسکراتے ہوئے اسی کے انداز میں بولی تو وہ ہنس کر بولا۔

"ارے مائی ڈیئر کزن، میں تو تم سے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ کل کو تم یہ نہ کہو کے مجھ سے پوچھے بنا میری شادی کردی لڑکا میری پسند کا نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔"

"یہ وغیرہ وغیرہ سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"کچھ نہیں ایسے ہی۔" سیف نے کندھے اچکائے۔

"ایسے ہی نہیں، کچھ تو ہے۔" سونیا سنجیدگی سے بولی۔

"دیکھو اگر تمہارے دل و دماغ میں میرے حوالے سے شکوک وشبہات میں تو کوئی اور لڑکی دیکھ لو، کیونکہ کل کو میں بھی کوئی الزام، کوئی شک برداشت نہیں کروں گی۔"

"یعنی تمہاری طرف سے تو "ہاں" ہے، ہے ناں۔" سیف نے مسکراتے شوخ لہجے میں کہا سونیا کو پتا ہی نہیں چلا کہ وہ غیر محسوس انداز میں اپنی بات میں اپنی رضامندی دے رہی تھی، سیف نے اس کی "کل کو" والی بات کو پکڑ لیا تھا۔

"میں کب کی "ہاں"؟"

"کہہ تو دیا جاناں۔" وہ ہنسنے لگا خوش سے کھل گیا تھا۔

"بکو مت اچھا، ہاں یا ناں کا فیصلہ مما پاپا کریں گے۔" سونیا نے اس کے بازو پہ مکہ جڑ کر شرما کر کہا۔

"جی جی بالکل، بجا فرمایا آپ نے۔" سیف کی خوشی، شوخی اور شرارت اس کے چہرے اور لہجے دونوں سے چھلک رہی تھی، آنکھیں سونیا کے چہرے کو اپنی گرفت میں لئے اس پر نثار ہو رہی تھیں، سونیا سٹپٹا گئی۔

"سیفی کے بچے۔" سونیا اسے مارنے کو لپکی تو وہ تیزی سے آگے دوڑا تھا۔

"سیفی کے بچے بھی ہو جائیں گے انشاللہ تم شادی تو ہونے دو پھر دیکھنا۔"

"بے شرم۔" وہ حیا سے کٹ کر رہ گئی تھی، اس کے پیچھے بھاگنے کی بجائے وہیں سے واپس پلٹ گئی۔

☆☆☆

وہ نعمان ملک اور ذائرہ ملک کے کمرے میں آئی تو ان کے چہروں پر پھیلی فکر اور پریشانی نے اسے اندر تک سے نڈھال کردیا، کیسے ہنستے مسکراتے تھے اس کے پاپا، زندگی سے بھرپور اور ہمت و حوصلے کی مثال تھے وہ اس کے لئے، لیکن اس ایک دھوکے نے انہیں کتنا بڑا نقصان پہنچایا تھا، انہیں توڑ کے رکھ دیا تھا اور سونیا کے لئے ان کی یہ حالت بہت اذیت کا باعث بن رہی تھی اور وہ انہیں اس پریشانی سے باہر نکالنا چاہتی تھی اسی لئے وہ انہیں اپنا فیصلہ سنانے آئی تھی۔

"پاپا! اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" وہ ان کے بیڈ پر پاؤں کی جانب بیٹھ گئی اور انہیں دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"الحمدللہ بہت بہتر ہے طبیعت، آپ ابھی تک سوئی نہیں بیٹا۔" نعمان ملک نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں پاپا! نیند نہیں آرہی تھی۔"

"کیوں بیٹا؟ کوئی پریشانی ہے کیا؟"

"پاپا میں آپ کی پریشانی کم کرنا چاہتی ہوں۔"

"کیا مطلب؟" وہ دونوں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے، سونیا نے دونوں کو باری باری دیکھا اور سر جھکا کر دھیمے لہجے میں کہا۔

"پاپا مما آپ میری شادی کرنا چاہتے ہیں ناں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ میرے لئے سیفی کا رشتہ قبول کرلیجئے۔"

"سچ بیٹا۔" نعمان ملک اور ذائرہ ملک خوش ہوگئے۔

"جی پاپا لیکن آپ سیفی کو سمجھا دیجئے گا کہ وہ میری اسٹڈیز میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔"

"ارے میری گڑیا، آپ بالکل فکر نہ کریں میں سمجھا دوں گا سیف کو، ویسے اسے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ کے تایا ابو کہہ رہے تھے کہ سونیا شادی کے بعد اپنی تعلیم جاری رکھے گی ہمیں خوشی ہوگی۔"

"تو ٹھیک ہے پاپا، اب آپ جلدی سے اچھے ہو جائیں۔" سونیا نے مسکراتے ہوئے ان کے پاؤں پر ہاتھ رکھا۔

"تو ابھی تک ہم برے ہیں کیا؟"

"نہیں پاپا، آپ تو دنیا کے بیسٹ پاپا ہیں اینڈ آئی لو یو سو مچ۔" سونیا نے نعمان ملک کے گلے میں بانہیں حمائل کرتے ہوئے دل سے کہا تو وہ خوشدلی سے مسکرا دیے۔

"لو یو ٹو پاپا کی جان، آپ ہماری اکلوتی اور لاڈلی بیٹی ہیں ہم آپ کو یوں اچانک سے بیاہنا نہیں چاہتے تھے مگر......"

"تو اگر مگر پاپا۔" سونیا نے نرمی سے ان کی بات کاٹ کر کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ نکاح اور موت کا ایک وقت مقرر ہے جس دن جس لمحے وہ وقت آجاتا ہے تب یہ کام ہو جاتا ہے، اللہ نے جو وقت لکھ دیا ہے اس وقت پر وہ کام انجام پا جاتا ہے اس لئے پاپا آپ اس بات کی کوئی ٹینشن مت لیں اور جلدی سے صحت یاب ہو کر مجھے ہنسی خوشی رخصت کریں۔"

"انشاللہ بیٹا، اللہ نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا، تھینک یو بیٹا، آپ نے ہماری بات مان کر ہمارا مان رکھ لیا ہے۔" نعمان ملک نے اس کی روشن پیشانی چوم لی اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا، فرط مسرت سے ان تینوں کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

ٹھیک ایک ہفتے بعد کی تاریخ طے پائی تھی، سونیا اور سیف کی شادی کی، دونوں گھرانوں میں شادی کی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں، نعمان ملک بھی اس خوشی میں بستر چھوڑ کر میرج ہال بک کرانے اور مینو ڈسائیڈ کرنے اور شادی کے

دعوت نامے چھپوانے کے کام میں مصروف ہو گئے تھے، سیف تو بہت زیادہ خوش تھا، شمسہ ملک، سونیا کو بری کی شاپنگ کے لئے اپنے ساتھ بازار لائی تھیں اور واپسی پر سیف بھی ان کے ساتھ چلا آیا، اس نے پھولوں کی دکان سے ایک بڑا سا تازہ سرخ گلابوں کا بکے خرید کر سونیا کو پیش کر دیا۔

''تھینک یو، مگر یہ کس لئے؟'' سونیا نے بکے دیکھ کر خوشی سے مسکراتے ہوئے پوچھا اور پھولوں کو سونگھنے لگی۔

''اپنی محبت اور خوشی کے اظہار کے لئے۔'' سیف نے اس کے چہرے کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا وہ مسکرا کر بولی۔

''اچھا پہلے تو تم نے کبھی اظہار نہیں کیا اس محبت کا۔''

''ہر چیز اپنے وقت پر اچھی لگتی ہے نا اس لئے۔''

''تو کیا وہ وقت آ گیا ہے؟''

''ہوں کس حد تک۔'' سیف مسکرائے جا رہا تھا۔

''چلو مان لیتی ہوں۔''

''محبت مان بھی لیتی ہے، منوا بھی لیتی ہے اور محبت مان بھی دیتی ہے سونیا جی، یہ صرف پھول ہے میرا دل چاہ رہا ہے کہ اس وقت تمہیں دنیا کی ہر خوبصورت اور قیمتی شے خرید کر پیش کر دوں، سب اچھی چیزیں تمہیں گفٹ کر دوں۔'' سیف نے اس کے حیا اور خوشی کی تازگی اور گلال سے کھلے چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لے کر دل سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو سونیا کو خوشگوار حیرت نے گھیر لیا، سیف اسے اتنی شدتوں سے چاہتا ہے اسے کب پتا تھا بھلا؟

''سچی۔'' سونیا نے حیرت بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

''سچی سونی! بتاؤ کیا چاہیے تمہیں، کیا دوں میں تمہیں کے تمہیں دلی خوشی ہو؟'' سیف نے بہت پیار سے پوچھا۔

''مجھے صرف میرے پاپا کی فیکٹری واپس چاہیے، کیا تم پاپا کی ان کی فیکٹری اس فراڈ آدمی ریاض بٹ کی تحویل سے لے کر واپس دلوا سکتے ہو؟'' سونیا نے سنجیدگی سے کہا۔

''انشا اللہ، ہم نے وکیل سے بات کر لی ہے اور کچھ ضروری دستاویزات بھی میں نے فیکٹری آفس سے ڈھونڈ نکالی تھیں، ریاض بٹ کو ہم چھوڑیں گے نہیں یہ کام تو ہو جائے گا اور نعمان چچا کے لئے یہ کام تو میں کروں گا ہی میں تو تم سے تمہاری پسند اور تمہارے لئے گفٹ کا پوچھ رہا تھا بے بی۔'' سیف نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے باور کرایا۔

''میرے لئے پاپا کی خوشی ہی سب سے بڑا گفٹ ہے اور پاپا کی خوشی اسی میں ہے کہ انہیں ان کی محنت اور خون پسینے سے بنائی ہوئی فیکٹری واپس مل جائے۔''

''انشا اللہ بہت جلد مل جائے گی، ڈونٹ وری اور کچھ۔''

''نہیں بس یہی۔'' سونیا مسکرا دی۔

''اتنی محبت کرتی ہو اپنے پاپا سے۔''

''وہ ہیں ہی اتنے اچھے۔''

''اور میں؟ کیا مجھ سے بھی اتنی زیادہ محبت کرو گی تم؟''

''ہوں، اٹس ڈی پینڈ کے تم مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو، میری کتنی کیئر کرتے ہو اور مجھے کتنی عزت دیتے ہو۔'' سونیا نے پھولوں کو چھیڑتے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''بہت بہت بہت زیادہ عزت، محبت اور چاہت دوں گا تمہاری بہت کیئر کروں گا دیکھ لینا۔''

''دیکھ لیں گے۔'' سونیا نے اسی کے انداز میں شوخی سے کہا اور دونوں ہنس پڑے۔

رحمٰن ملک نے اپنے بھائی نعمان ملک کا بینک لون ادا کر دیا تھا جو چالیس لاکھ تھا اور نعمان لاج جو ضمانت کے طور پر رہن رکھی گئی تھی وہ بھی اب رہن نہیں رہی تھی، ملکیت پھر سے نعمان ملک کو مل گئی تھی، نعمان ملک نے فیکٹری لگاتے وقت بینک سے پچاس لاکھ روپے کا لون لیا تھا گھر رہن رکھ کر دس لاکھ انہوں نے خود ادا کیے بینک کو اس کے بعد ریاض بٹ کے ہاتھ بجواتے رہے تھے جو اس لالچی اور دھوکے باز آدمی نے اپنے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرائے تھے۔

اب بینک لون کی ٹینشن، گھر چھن جانے کی ٹینشن ختم ہو گئی تھی، سب بہت مطمئن اور خوش تھے، سونیا بہت خوش تھی کہ اس کے پاپا کا محبت سے بنایا گیا گھر بچ گیا تھا اور نعمان ملک نے ذائرہ ملک سے مشورے کے بعد باہمی محبت اور رضامندی سے نعمان لاج کے مالکانہ حقوق سونیا کے نام کر دیئے، سونیا نے بہت منع کیا، احتجاج کیا لیکن انہوں نے اس کی ایک نہ سنی، اس بات کا علم ابھی ان تینوں کو ہی تھا، سیف اور شمسہ ملک، رحمٰن ملک اس بات سے لاعلم تھے اور سونیا نے فی الحال مما پاپا کو منع کر دیا تھا کہ انہیں کچھ نہ بتائیں اس بارے میں، سونیا کی اس بات کے ماننے میں انہیں کوئی اعتراز اور عذر نہیں تھا سو اس کی بات مان لی گئی تھی۔

بالآخر سونیا اور سیف کی شادی کا دن بھی آن پہنچا تھا، سونیا دلہن بنی سرخ بھاری گولڈن کامدار لہنگے اور گولڈ کی عروسی جیولری میں پھولوں، گجروں اور عروسی سنگھار سے مہکتی بجی سنوری، الوہی حسن کا پیکر بنی بیٹھی تھی اور سیف کی آنکھوں کے ذریعے سیدھی اس کے دل میں اتر گئی تھی، سیف خود بھی کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا، سفید کرتے شلوار پر سیاہ شیروانی زیب تن کر رکھی تھی اس نے، شیروانی کے دامن کالر اور کفس پر سنہرا تار کا کام کیا گیا تھا جو بہت ہی نفیس دکھائی دے رہا تھا، پاؤں میں کھسہ پہنے، گلے میں شیروانی کے ساتھ مفلر نما گولڈن اور سیاہ دوپٹہ اسٹائلش انداز میں ڈالے، اپنے چہرے کی خوبصورتی کے ساتھ چودھویں کا چاند لگ رہا تھا، اگر یہ کہا جائے کہ سونیا، سیف کی جوڑی سورج، چاند کی جوڑی ہے تو بے جا نہ ہوگا، اب دونوں میں سے سورج کون تھا اور چاند کون؟ اس کا فیصلہ تو دیکھنے والوں کی نگاہوں میں رقم تھا۔

بارات کا استقبال نہایت شاندار طریقے سے کیا گیا تھا، تمام دوست، عزیز رشتے دار بھی دونوں طرف سے اس شادی میں شرکت کے لئے پہنچے تھے، دولہا دلہن کو اسٹیج پر ایک ساتھ بٹھایا گیا تھا، قبول و ایجاب کی رسم ادا کی گئی، مبارک سلامت کی صدائیں بلند ہوئیں، مسکراہٹوں، ہنسی، قہقہوں کے ساتھ خوشی کا اظہار کیا گیا تھا، دلہن اور دولہا کا فوٹو شوٹ ہوا دونوں ایک ساتھ بھی اور اپنی فیملیز کے ساتھ بھی، مہمانوں کی تواضع نہایت لذیذ اور عمدہ پکوان سے کی گئی اور آخر میں ضروری رسموں کے بعد قرآن کے سائے تلے مما، پاپا کی دعاؤں، سہیلیوں کی محبتوں اور نم آنکھوں کے ساتھ سونیا کو سیف کے ساتھ رخصت کر دیا گیا۔

سونیا کو مما، پاپا سے دوری کا احساس اپنے گھر کو چھوڑ کے جانے کا احساس تڑپا تڑپا کر رلا رہا تھا، وہ بہت ضبط کر رہی تھی مگر اس کے برابر

میں بیٹھے دولہا میاں کو اس کی دبی دبی سی سسکیاں اس قدر شور میں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

سیف نے گاڑی میں رکھے ٹشو بکس میں سے تین چار ٹشو پیپرز نکالے اور خاموشی سے اس کے چہرے کے سامنے کر دیئے۔

سونیا نے ٹشو پیپرز کی اور دیکھا اور اس کے ہاتھ سے وہ ٹشو لے کر اپنے آنسو پونچھنے لگی اس یقین کے ساتھ کے اس کا جیون ساتھ ہمیشہ اس کے ساتھ ہو گا اس نے آنسو پونچھنے کے لئے اسے آنسوؤں سے دور رکھنے کے لئے اور پھر وہ کون سا شہر یا ملک چھوڑ کر کہیں جا رہی تھی، ایک ہی شہر تو تھی چند منٹ کی ڈرائیو پر تو اس کا میکہ تھا وہ جب چاہتی مما پاپا سے ملنے جا سکتی تھی، اس خیال اور احساس نے سونیا کو حوصلہ دیا اور وہ پر سکون ہو کر مسکرا دی باقی کا سفر اس خوشگوار احساس کے ساتھ طے ہوا کہ اس کا شریک حیات سیف الرحمٰن ملک اس سے بے حد محبت کرتا ہے اور یہ محبت ہی تو اس کا مان تھی جس کے بھروسے پر اس نے سیف سے شادی کے لئے "ہاں" کر دی تھی۔

"رحمٰن ولا" پہنچنے پر دلہن دولہا کا شاندار استقبال ہوا، ضروری رسمیں ادا ہوئیں، مووی بنائی گئی، فوٹو سیشن ہوا اور پھر شمسہ ملک کو خود ہی خیال آ گیا کے سونیا تھک گئی ہو گی لہٰذا اسے اس کے کمرے میں پہنچا دیا گیا، حجلہ عروسی، دلہن کی سیج واقعی ایسی سجائی گئی تھی جیسی کسی سچے چاہنے والے کی دلہن کے استقبال کے لئے ہونی چاہیے، وسیع و عریض خواب گاہ تھی یہ، جہازی سائز کے بیڈ کو بھی ہر رنگ کے گلاب سے سجایا گیا تھا، چاروں جانب لہراتی پھولوں کی لڑیاں، نفیس فرنیچر، کمرے کے در و دیوار پر ہلکے نیلے رنگ کا پینٹ کیا ہوا تھا جو ایک ٹھنڈک اور تازگی کا احساس دلا رہا تھا، کمرے میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی اور ہر چیز بہت قرینے سے سجائی گئی تھی، سونیا کا دل خوش ہو گیا اپنے اتنے شاندار استقبال پر اور دل ہی دل میں اللہ کا شکر بجا لائی۔

سیف کمرے میں داخل ہوا تو بہت مسرور انداز میں گنگناتا ہوا سونیا کے سامنے آن کے بیٹھا تھا۔

"السلام علیکم مائی ڈیئر کزن، فرینڈ اینڈ لولی وائف۔" سیف نے اس کے الوہی حسن کو اپنی آنکھوں میں سموتے ہوئے بہت خوشگوار لہجے میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام!" سونیا نے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس اور کچھ نہیں کہنا تم نے؟"

"اور کچھ مطلب؟" سونیا نے گھنیری پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا وہ بہت شرارتی ہو رہا تھا اور شرارت اور شوخی اس کی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی۔

"مطلب میں نے تمہاری اتنی تعریف کی ہے بدلے میں تمہیں بھی میری تعریف کرنی چاہیے آخر کو میں تمہارا دولہا ہوں۔"

"تعریف تو صرف دلہن کی ہوتی ہے اور کی آپ نے میری تعریف اس لئے کی ہے کہ میں جواب میں آپ کی تعریف کروں؟" سونیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہنس کر بولا۔

"یار! آج کے دن تو بنتی ہے نا میری تعریف میں، ایک لفظ ہی کہہ دو۔"

"نائس۔" سونیا نے کہا۔

"رئیلی۔" وہ خوش ہوا۔

"ہوں۔"

"تھینکس، ویسے آج تم اتنی حسین اور دلنشین لگ رہی ہو دلہن کے روپ میں کہ ڈکشنری

میں بھی تمہاری تعریف کے لئے الفاظ نہیں مل سکتے۔" سیف نے اس کے نرم ملائم حنائی ہاتھوں کو تھام کر محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو شرمیلے پن سے ہنس پڑی اور سیف کے دل میں جیسے شادیانے سے بجنے لگے تھے، اس نے بہت محبت سے اس کے ہاتھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں سے لگا لیا اور جیسے کسی سحر میں کھو گیا، اس کے لمس کی حدت و حرارت زیست کی لہریں اس میں منتقل کر رہی تھیں، سونیا اس کی اتنی محبت پر دل سے سجدہ ریز ہو گئی، رب کے حضور اور روح تک سے شاداں و فرماں ہو گئی تھی۔

"تھینک یو سیفی۔" سونیا نے آہستگی سے کہا تو اس نے سر اٹھا کر اس کے چہرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میرے پاپا کا گھر بچانے کے لئے۔"

"تمہارا بھی تھینکس، میرا گھر بسانے کے لئے۔" سیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے شرم و حیا سے نظریں جھکا لینے پر سیف نے شیروانی کی جیب میں سے ایک سرخ رنگ کی مخملی ڈبیہ نکالی اور ڈبیہ کھولی تو اس میں ہیروں کا نفیس اور نازک بریسلیٹ جگمگ جگمگ کر رہا تھا، سیف نے بریسلیٹ اس کی کلائی میں پہناتے ہوئے کہا۔

"یہ ہے تمہاری رونمائی کا تحفہ، تمہارے شایان شان تو نہیں ہے لیکن جس محبت سے میں نے یہ بریسلیٹ تمہارے لئے خریدا ہے وہ محبت بہت بیش قیمت اور انمول ہے۔"

"محبت تو کانچ کی چوڑی کو بھی بیش قیمت اور انمول بنا دیتی ہے، یہ تحفہ میرے لئے انمول اور بیش قیمت ہے آپ کی محبت کی وجہ سے، تھینک یو۔" سونیا نے بریسلیٹ پر انگلی پھیرتے ہوئے نظریں جھکائے دھیمے لہجے میں کہا تو سیف خوشی سے مزید دیوانہ ہونے لگا۔

"مائی پلیژر مائی ڈیئر، ویسے رخصتی کے وقت تم جس طرح رو رہی تھیں ناں سچ میں، مجھے گلٹی فیل ہونے لگا تھا کہ میں تمہیں زبردستی بیاہ کے لے جا رہا ہوں، یہ لڑکیاں رخصتی کے وقت اتنا روتی کیوں ہیں؟" سیف نے شیروانی اتارتے ہوئے کہا تو سونیا نے اداس اور پرنم لہجے میں جواب دیا۔

"جس گھر میں ایک عمر بتائی ہو بچپن لڑکپن ماں باپ کے سائے میں گزارہ ہو ان کی محبتیں پیار بھری ڈانٹ اور بے لوث چاہتوں کے بیچ اس کو چھوڑ کر دوسرے گھر جانا آسان تو نہیں ہوتا نا، وہ گھر اور ماں باپ بہت یاد آتے ہیں ان سے دوری اور جدائی کا احساس آپ ہی آپ آنسوؤں کی جھڑی لگا دیتا ہے۔"

"اوکے اوکے پلیز اب اور مت رونا مجھے تمہارے آنسو بے چین کرنے لگتے ہیں دل میں کچھ کچھ ہوتا ہے یار۔" سیف نے شیروانی سائیڈ پر رکھ کر اس کے پاس بیٹھ کر اس کے پھر سے بہہ نکلنے والے آنسو اپنے ہاتھوں میں جذب کرتے ہوئے کہا تو وہ ہنس پڑی۔

"دیٹس لائیک اے گڈ گرل۔" وہ اس کی ہنسی پر مطمئن ہو کر بولا۔

"اب کبھی میں تمہیں روتا ہوا اور اداس نہ دیکھوں بے بی، پندرہ منٹ کی ڈرائیو پر تمہارا میکہ ہے تمہارا جب دل چاہے تم اپنے مما پاپا سے ملنے جا سکتی ہو، لیکن میرے دل کی چاہ کا بھی خیال رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے دل کی خوشی کے لئے میکے کے چکر لگاتی رہو اور میرا دل تمہارے انتظار میں حسرت دیدار میں، خواہش پیار میں یہاں اکیلا دل کو سنبھالتے سمجھاتے کی کوشش میں ہارٹ اٹیک کروا بیٹھوں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اللہ نہ کرے۔" سونیا نے ایکدم سے تڑپ کر کہا اور بے اختیار اپنا ہاتھ سیف کے منہ پر رکھ دیا۔

سیف اس کے اس بے اختیارانہ انداز سے اس کی محبت کا اندازہ لگا کر خوشی سے باغ باغ ہو گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے منہ سے ہٹایا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

"اللہ نہیں کرے گا ایسا اور مجھے یقین ہے؟" جواب میں سونیا نے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے اس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا، اس کے اس خوبصورت جواب پر سیف اس پر دیوانہ وار اپنی محبتیں نچھاور کرنے لگا۔

☆☆☆

ولیمے کی تقریب بھی بخیر و خوبی انجام پائی اور اس ولیمے کے اگلے روز سیف اور سونیا ہنی مون منانے اسلام آباد، مری، بھوربن وغیرہ کی سیر کو چلے گئے، ایک ہفتے کے اس ہنی مون پیریڈ میں ان دونوں نے خوب انجوائے کیا، ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر ایک دوسرے کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھنے کا موقع ملا انہیں اور ایک دوجے کی سنگت میں دونوں اتنے خوش تھے جیسے انہیں ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو، سیف کی بے انتہا محبتیں سونیا کو مغرور و مسرور بنا رہی تھیں اور سونیا کی معصوم اور حیا آمیز چاہت سیف کے من میں ہر پل چاہتوں کے نئے پھول کھلا رہی تھی، دونوں ایک دوسرے کو پا کر بہت خوش تھے، سیف نے سونیا کو شاپنگ بھی کرائی، دونوں نے اپنی ڈھیر ساری تصویریں بھی کھینچیں، خوشی، محبت اور اطمینان ان دونوں کے چہروں سے عیاں تھا، واپسی کو ان کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر مجبوری تھی سیف آفس سے اتنی چھٹیاں نہیں کر سکتا تھا اور سونیا کو بھی یونیورسٹی جانا تھا سو خوشگوار یادوں کے البم کے ساتھ وہ دونوں لاہور واپس چلے آئے۔

مما پاپا ان دونوں کو ایک ساتھ خوش دیکھ کر اور خاص کر سونیا کے چہرے پر ہنسی مسکراہٹ اور خوشی دیکھ کر روح تک سے سرشار اور مطمئن ہو گئے تھے اور اللہ کے حضور سجدہ شکر بجا لائے تھے کے ان کی لاڈلی بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ بہت خوش ہے انہوں نے سونیا اور سیف کے دائمی ساتھ اور خوشیوں کی دل سے دعائیں مانگی تھیں۔

سونیا یونیورسٹی گئی تھی اور سیف اپنے آفس چلا گیا تھا، نعمان ملک نے پولیس سے رابطہ کر کے ریاض بٹ کے خلاف درج کرائی گئی ایف آئی آر کے بارے میں کی گئی پیش رفت سے آگاہی حاصل کی اپنے وکیل سے بات کی۔ فیکٹری ان کی درخواست پر سیل کر دی گئی تھی تاکہ ریاض بٹ کوئی ضروری ثبوت اور اہم دستاویزات وہاں سے غائب نہ کر سکے، ریاض بٹ کو پولیس گرفتار نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس نے ضمانت قبل از گرفتاری کروالی تھی وہ بہت چالاک، شاطر اور سازشی آدمی تھا، نعمان ملک کی فیکٹری، ہتھیانے کے ذریعے نعمان ملک کی گاڑی کو بیچ سڑک کے روک کر گن پوائنٹ پر اپنا الزام اور مقدمہ واپس لینے کا حکم دیا تھا اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں نعمان ملک کو جان سے مار دینے کی دھمکی بھی دی تھی اور نعمان ملک نے اپنی ہمت مضبوط رکھتے ہوئے یہ بات اور ساری صورتحال پولیس کو بتا دی تھی اور پولیس نے انہیں تحفظ دینے کی یقین دہانی کرائی تھی۔

سونیا کافی دنوں بعد یونیورسٹی آئی تھی اور وہ بھی اپنی شادی کروا کے تو اس کے کلاس فیلوز، اساتذہ اور دوستوں نے اسے گھیر لیا تھا، سونیا کو شادی کی مبارکباد دی، تبھی اسے اس کی دوست ثمرہ نے بتایا کہ انور کو بالآخر اس یونیورسٹی سے

نکال دیا گیا ہے کیونکہ اس نے یونیورسٹی کی ایک لڑکی مہوش کو بھگا کر اس سے اس کے والدین کی مرضی کے خلاف شادی کی تھی اور مہوش کے گھر والوں خاص کر اس کے باپ اور بھائیوں نے یونیورسٹی آ کر بہت ہنگامہ کیا تھا، پرنسپل آفس میں توڑ پھوڑ بھی کی تھی اور پرنسپل کو برا بھلا بھی کہا تھا ان پر اس معاملے میں ملوث ہونے کا الزام بھی لگایا تھا، لہٰذا یونیورسٹی کے بورڈ نے ایک فوری میٹنگ بلائی اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ انور اور مہوش کو یونیورسٹی سے خارج کر دیا جائے اور مہوش کے باپ اور بھائیوں کے خلاف یونیورسٹی میں ہنگامہ آرائی اور پرنسپل سے بدتمیزی کرنے پر قانونی چارہ جوئی کی جائے اور اس فیصلے پر فوری عمل کیا جائے اور پھر ایسا ہی کیا گیا۔

"چلو یہ تو اچھا ہوا یونیورسٹی کی ایک فلرٹ اور برے آدمی سے نجات مل گئی۔" سونیا نے ساری کہانی سن کر کہا تھا۔

اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا کہ اب اسے یونیورسٹی میں اس فلرٹ انور کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا ورنہ وہ تو لسوڑے کی لیس بنا رہتا تھا، صد شکر تھا کہ اس سے نجات مل گئی تھی۔

زندگی اپنے معمول پر آ گئی تھی، سونیا اور سیف اپنی زندگی میں بہت خوش تھے، شادی کے بعد رشتے داروں کے ہاں اور دوستوں کے گھر دعوتوں پر بھی مدعو رہے وہ دونوں وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا، شاید اچھے وقت کی یہی نشانی ہے کہ وہ جلد گزر جاتا ہے، سونیا کے ایگزامز ختم ہو گئے تھے اور ادھر نعمان ملک اپنا مقدمہ جیت گئے تھے، ریاض بٹ کے خلاف پولیس کو کافی ثبوت مل گئے تھے اور اس کے دوسرے ساتھی جو نعمان ملک کو ڈرانے، دھمکانے کا کام کر رہے تھے وہ بھی پولیس کی گرفت میں آ گئے تھے اور پولیس کی چھتر ول پر انہوں نے سب کچھ بک دیا تھا، نعمان ملک کو ان کی فیکٹری واپس مل گئی تھی اور آج سے انہوں نے فیکٹری جانا بھی شروع کر دیا تھا، سونیا اس خبر کو سن کر بہت زیادہ خوش تھی، امتحانات بھی ختم ہو گئے تھے اس کا ارادہ کچھ دن مما پاپا کے گھر جا کر رہنے کا تھا، اس نے سیف سے ذکر کیا تو وہ مسکرا کر سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"نو مائی ڈیئر، رہنے کی اجازت تو آپ کو نہیں ملے گی ہاں آپ ہر روز صبح سے شام تک اپنے میکے میں وقت بتا سکتی ہیں۔"

"صبح سے شام تک پاپا تو آفس میں ہوتے ہیں۔"

"ہم بھی تو آفس ہوتے ہیں اور آفس سے ہم واپس گھر آ کر آپ کو ہی دیکھنا چاہتے ہیں، آپ جانتی ہیں ناں۔" سیف نے مسکراتے ہوئے اس کے بالوں کو چھیڑا اور وہ مسکرا دی۔

"جانتی ہوں بٹ دیس از ناٹ فیئر میں شادی کے بعد ایک بار بھی میکے رہنے کے لئے نہیں گئی، کل سنڈے ہے ہم آج رات کو چلتے ہیں ناں پاپا کے گھر کل پورا دن وہیں گزاریں گے رات میں واپس آ جائیں گے ایسا تو ہو سکتا ہے ناں؟" سونیا نے سنجیدگی سے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن آج رات کو میرا ایک بزنس ڈنر ہے ان فیکٹ پہلے میٹنگ ہے اس کے بعد ڈنر ہے اس لئے میں آج رات کے لئے اوے لیبل نہیں ہوں گا، ان بزنس ڈنرز میں رات کا ایک بھی بج جاتا ہے۔" سیف نے کھسیانا سا ہو کر اپنی کمٹمنٹ کے بارے میں بتایا تو وہ منہ پھلا کر بولی۔

"اوکے فائن۔"

"سونی! ناراض مت ہو بے بی، چلو تیار ہو جاؤ میں تمہیں چچا جان کے گھر ڈراپ کرتا ہوا

آفس چلا جاؤں گا رات کو مجھے دیر ہو جائے گی اس لئے تم بے شک اکیلی وہاں رک جانا میں کل شام تک تمہیں لینے آجاؤں گا، اب تو خوش ہو جاؤ یار۔" سیف نے فوراً مسئلے کا حل پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہی ہی ہی۔" سونیا نے دانت نکال کر کہا وہ ہنس پڑا۔

"یو ناٹی گرل۔" سیف نے اس کے سر پہ چپت لگائی۔

"نعمان لاج" جانے سے پہلے وہ پر کیک اور مٹھائی خریدنے کے لئے چلے آئے، خوشی کا موقع تھا کے پاپا کو ان کی فیکٹری، ان کا بزنس واپس مل گیا تھا تو سیف کو خالی ہاتھ جانا مناسب نہیں لگ رہا تھا اسی لئے بیکری کا رخ کیا تھا۔

"او ہائے سونیا کیسی ہو؟" سونیا کو کسی نے بڑی بے تکلفی سے مخاطب کیا تھا، سونیا کے ساتھ ساتھ سیف بھی حیران ہو کر آواز کی سمت مڑا تھا، سونیا کی نظروں کے سامنے انور کھڑا تھا، براؤن رنگ کے کرتا شلوار، کھسے میں وہی آوارہ سی چمک اپنی آنکھوں میں لئے اسے دیکھ کر بہت مسرور انداز میں مسکرا رہا تھا، تقریباً دس ماہ بعد وہ اسے دیکھ رہی تھی، آنکھیں حیرت اور دل بیزاری سے بھر گیا تھا اس لمحے، سیف نے شاکی نظروں سے سونیا کو اور انور کو دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟ پہچانا نہیں مجھے، ارے بھی میں انور ہوں تم مجھے بھول گئیں؟" انور نے بے تکلفی سے اپنی شناسائی کا تعارف کرایا تھا، سیف ان دونوں کی الجھن آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم بھی کوئی بھولنے والی چیز ہو۔" سونیا نے ذرا سا مسکرا کر کہا، لہجہ معنی خیز تھا، سیف نے چونک کر سونیا کو دیکھا تھا۔

"اوہ ریئلی۔" انور ایکدم بہت خوش ہو کر بولا۔

"میٹ مائی ہزبینڈ۔" سونیا اس کا تعارف سیف سے کراتے ہوئے اور سیف کو بھی اس سے متعارف کراتے ہوئے بولی۔

"سیف! ان سے ملئے یہ ہیں ہماری یونیورسٹی کے موسٹ پاپولر فگر اور سب سے زیادہ فلرٹی اور فلیٹرنگ میں (خوشامد کرنے والا) اور ہر خوبصورت لڑکی سے افیئر چلانے کی کوشش کرنے والے جناب انور صاحب!"

"تم سے بھی۔" سیف کا اشارہ افیئر چلانے کی طرف تھا، سونیا نے نارمل انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں انہوں نے کوشش تو بہت کی تھی۔"

"تو کیا میری کوشش کامیاب نہیں ہوئی تھی؟" انور نے جان بوجھ کر اسے پریشان کرنے کے لئے یہ سوال کیا تھا۔

"تمہاری کوشش اگر کامیاب ہوئی ہوتی تو اس وقت میرے ساتھ تم ہوتے، سیف الرحمٰن ملک نہیں ہوتے۔" سونیا نے سنجیدگی سے جواب دیا تو وہ ہنس پڑا۔

"ویل سیڈ۔"

"تم سناؤ آج کل کس کے چکر میں ہو بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کے آج کل تم نے کس لڑکی کو چکر دے رکھا ہے؟ مہوش کو چھوڑ دیا یا......؟"

"ارے نہیں یار! وہ تو بڑی ڈاڈی (تگڑی) اثر و رسوخ والی فیملی سے تعلق رکھتی ہے اسے چھوڑ کر جان سے ہاتھ تھوڑی دھونے تھے مجھے اس کے باپ اور بھائیوں نے مجھے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر ہی دیا آخر اور اب تو میری دو ماہ کی ایک بیٹی بھی ہے اب تو بے لگام گھوڑے کو لگام ڈالنی ہی تھی۔" انور نے بے بسی سے بتایا۔

"بہت مبارک ہو بیٹی کی۔" سونیا نے

اخلاقاً مبارکباد دی، سیف ان دونوں کے بیچ خود کو مس فٹ محسوس کر رہا تھا، غصے میں بھر رہا تھا مگر جگہ کا لحاظ کرتے ہوئے خاموش تھا۔

"شکریہ۔" انور نے بے دلی سے مسکرا کر کہا۔

"اب تو تمہیں سدھر جانا چاہیے، بیٹی کے باپ بن گئے ہو اب دوسروں کی بیٹیوں پر نظر رکھنا، فلرٹ کرنا چھوڑ دو۔" سونیا نے مشورہ دیا، وہ بے زاری سے بولا۔

"ہاں یار کر تو رہا ہوں گھر کی مرغی پر گزارہ۔"

"گھر کی مرغی پر گزارا اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کیا کرو اور یہ "یار" کہہ کر مجھے مت مخاطب کرو، بی کاز آئی ایم ناٹ یوئیر یار، یو آر مائی یونیورسٹی فیلو اینڈ دیٹس اٹ۔"

"یہ تم مجھے سمجھا رہی ہو یا اپنے ہزبینڈ کو بتا رہی ہو؟" انور نے مکاری سے ہنس کر کہا۔

"خیر چلتا ہوں تمہیں بھی شادی مبارک ہو، شادی پر مدعو نہ کرنے کا شکوہ رہے گا تم سے، ویسے تم شادی کے بعد پہلے سے زیادہ حسین ہو گئی ہو، او کے ٹیک کیئر بائے۔" انور بے تکلفی سے اپنی بات مکمل کر کے بیکری سے باہر نکل گیا۔

"تو یہ مسٹر انور، تمہارا یونیورسٹی فیلو تھا۔" سیف نے شکی لہجے میں کہا تو سونیا نے چونک کر اس کے چہرے کو، آنکھوں کو دیکھا جہاں شک کے سایے منڈلا رہے تھے اور بے اعتباری کے پنچھی اتر رہے تھے۔

"جی۔" سونیا بولی۔

"یونیورسٹی فیلو جو آپ سے عمر میں کافی بڑا بھی ہو اس سے اتنی بے تکلفی سے اور تفصیلاً ہیلو ہائے تو نہیں کی جاتی۔" سیف کا لہجہ اس کے شک کی چغلی کھا رہا تھا، سونیا کو دھچکا لگا تھا۔

"مطلب؟" سونیا نے بے یقینی سے اس کی شکی آنکھوں میں دیکھا۔

"مطلب، کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔" سیف نے نہایت سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ سمجھی تو تم مجھ پہ شک کر رہے ہو ہے نا۔" سونیا نے دکھ سے کہا اور غصے میں اسے "آپ" کی بجائے تم کہا تھا۔

"نہیں مگر۔"

"دوران گفتگو جب اگر مگر لیکن جیسے لفظ آنے لگیں ناں تو ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ معاملہ گڑبڑ ہے، دل میں کہیں شک کی دراڑ پڑ چکی ہے اور بے یقینی و بے اعتباری کی آکاس بیل جڑ پکڑ چکی ہے۔" سونیا نے سنجیدگی سے کہا۔

سیف نظریں چرا گیا اور آگے بڑھ کر بیکری والے کو بل ادا کر کے کیک اور مٹھائی کے ڈبے اٹھائے اور بیکری سے باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے، سونیا بھی افسردہ دل لئے اس کے پیچھے چلتی ہوئی آئی اور گاڑی میں بیٹھ گئی، سیف نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"سونیا! تم میرے ساتھ خوش تو ہو نا؟" سیف نے گاڑی چلاتے ہوئے سامنے سڑک پر نظریں جما کر اس سے پوچھا، لہجہ شک سے بھیگا تھا۔

"اب سے پہلے تو تم نے مجھ سے یہ سوال نہیں پوچھا تھا۔"

"اب سے پہلے ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی، خوشی تمہارے چہرے سے چھلکتی تھی آنکھوں سے چمکتی دکھائی دیتی تھی یا شاید میری ہی نظر کا دھوکا تھا۔" سیف نے بہت سنجیدگی سے جواب دیا، سونیا کا دل پاش پاش ہو گیا اس کی بات سن کر، وہ اس کی باتوں کے مطلب کو سمجھ رہی

تھی۔

"دھوکا...... یا شاید...... اوکے...... اوکے مسٹر...... سیف الرحمٰن! آپ کی باتوں پر مجھے حیرت نہیں ہو رہی کیونکہ شک کرنا تو مرد کے مزاج میں شامل ہے، یہ کامن مین مینٹیلٹی ہے۔" سونیا خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے بہت سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں بولی۔

"میں کامن مین تو نہیں ہوں سونیا۔" وہ تڑپ کر بولی سونیا نے دھیرے سے زخمی ہنسی ہنس کر کہا۔

"میں بھی اب تک یہی سمجھتی تھی، شاید ہر لڑکی اپنے محبوب شوہر کو خاص ہی سمجھتی ہے، بہت دکھ کی بات ہے کہ تمہیں میری خوشی اپنی نظر کا دھوکا لگتی ہے اور میری سچائی، جھوٹ لگتی ہے، میری محبت بھی پھر تو فریب ہی محسوس ہوتی ہوگی نا۔"

"سونیا آئی ایم سوری، میرا یہ مطلب نہیں تھا میں تو......"

"تم تو کچھ بھی کہہ سکتے ہو سیف۔" سونیا اس کی بات کاٹتے ہوئے سپاٹ آواز میں بولی، لہجے میں کربناک چھلک رہی تھی، سیف نے گاڑی "نعمان لاج" کے گیٹ کے قریب لاکر روک دی تھی۔

"تمہیں حق ہے تم کچھ بھی کہہ سکتے ہو، کیونکہ مجھ پر احسان جو ہے تمہارا اور احسان بھی کوئی معمولی نہیں ہے تم نے میرے پیرنٹس کے سر کی چھت چھین جانے سے بچائی، ان کا قرض ادا کیا ہے تمہارے ڈیڈی نے، انہیں ان کا بزنس واپس دلانے کے لئے ان کی ہیلپ کی ہے اور سب سے بڑھ کر ان کے برے حالات میں، ان کے کندھوں سے بیٹی کا بوجھ بھی اتارا ہے، کم احسان تو نہیں کیا آپ نے ہم پر تو اس کے بدلے میں آپ مجھے جو چاہیں کہہ سکتے ہیں، جیسا چاہیں سلوک کر سکتے ہیں میرے ساتھ میں اف تک نہیں کہوں گی، لیکن ایک بات بتا دوں آپ کو شک محبت اور مان دونوں کا وجود اور امکان ختم کر دیتا ہے۔" سونیا اپنی بات مکمل کر کے رکی نہیں تھی تیزی سے گاڑی سے اتر کر گیٹ سے اندر چل دی۔

"سونیا!" سیف آواز دیتا رہ گیا وہ کیک اور مٹھائی بھی گاڑی میں ہی چھوڑ گئی تھی جو سیف نے جلدی سے گیٹ کیپر کے ہاتھ اندر بھجوائی تھی۔

"او گاڈ! میں نے سونیا کو ہرٹ کر دیا، لیکن وہ آدمی کتنی بے تکلفی سے سونیا سے باتیں کر رہا تھا کچھ تو بات ہوگی، ہاں وہ فلرٹ ہے تو کیا سونیا کے ساتھ بھی فلرٹ کیا ہے اس نے؟" سیف گاڑی میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔

"پاگل ہوئے ہو کیا سونیا پر شک کر رہے ہو، کیا اسے جانتے نہیں ہو تم؟" دل نے اسے لتاڑا وہ ہونٹ کاٹنے لگا اور گاڑی کا رخ اپنے آفس کی جانب موڑ دیا۔

سونیا کو منانے کا کام آفس سے واپسی پر کرنے کا سوچا تھا جانتا تھا کے اس وقت وہ دونوں ہی ذہنی طور پر اپ سیٹ ہیں لہٰذا اس وقت کچھ بھی کہنے سننے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

سونیا کو دیکھ کر مما پاپا بہت خوش ہوئے تھے، سونیا نے ان پر اپنی افسردگی ظاہر نہیں ہونے دی اور ان سے خوب خوشی خوشی باتیں کیں، رات کا کھانا کھانے کے بعد ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ کر ان دونوں کے ساتھ کافی پیتے ہوئے گپ شپ کی اور رات کے بارہ بجے وہ اپنے کمرے میں آگئی، جہاں وہ شادی سے پہلے رہا کرتی تھی، اپنی چیزوں کو دیکھتے ہوئے سونیا کا دل بھر آیا اور آج جو کچھ انور کے بیکری میں اچانک مل جانے پر ہوا اس پر سیف کا اس پہ شک کرنا اسے اپنی ہی محبت پر شرمسار کر رہا تھا، اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے اور وہ اپنے بیڈ پر لیٹ گئی اور بچوں کی طرح رونے لگی۔

"میں نے پورے دل اور پوری ایمان داری سے سیف کے ساتھ رشتہ جوڑا تھا، کتنا چاہا ہے انہیں اور وہ ایک ذرا سی بات پر اپنی میری دونوں کی محبت اور چاہت بھول کر مجھ سے الٹے سیدھے سوال کرنے لگے، یہ مرد کبھی بھی عورت پر مکمل طور پر اعتبار نہیں کرتے، ہمیشہ شک کا خانہ الگ سے رکھتے ہیں، بیوی کی ساری محبتیں، خدمتیں سب ایک پل میں بھلا کر اس پر شک اور بے اعتباری کی مہر لگا دیتے ہیں، سیفی سے تو مجھے ایسی توقع نہیں تھی، سیفی تم نے اچھا نہیں کیا مجھ سے اس طرح بات کر کے، کیا سمجھا تم نے میں کوئی ایسی ویسی لڑکی ہوں، بہت برے ہو تم سیفی بہت برے ہو۔" وہ دل ہی دل میں خود سے باتیں کرتی رہی، روتی رہی اور رات کے کسی پہر اس کی آنکھ لگ گئی۔

رات کے دو بج رہے تھے جب سیفی اپنے بزنس ڈنر سے واپسی پر سونیا کے لئے سرخ تازہ گلابوں کا بکے اور سوری کا ایک کارڈ لے کر "نعمان لاج" پہنچا چوکیدار نے اسے پہچان کر گیٹ کھول دیا تھا، وہ اپنی گاڑی کھڑی کر کے اندر سیدھا سونیا کے کمرے میں چلا آیا۔

سونیا آڑھی ترچھی بیڈ پر بے خبر، بے سدھ سو رہی تھی اس کے چہرے پر بچوں کی سی معصومیت اور آنسوؤں نمی اور رمق موجود تھی جسے دیکھ کر سیف کا دل تڑپ اٹھا اور اپنے رویے پر اپنے لفظوں کی بے اعتباری پر وہ اندر تک سے شرمسار ہو گیا اس نے بکے آہستہ سے سونیا کے سرہانے رکھا اور اس کے قریب بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا، سونیا کے چہرے پر ریشمی زلفوں کے تار استراحت فرما رہے تھے سیف نے بہت احتیاط اور نرمی سے اس کے چہرے پر سے انہیں ہٹایا نرمی سے اس کے گالوں کو چھوا تو اس کے آنسوؤں کی نمی اپنے ہاتھ کے لمس پر محسوس کر کے بے کل و قرار ہو گیا پھر اس نے اس کے تکیے پر ہاتھ پھیرا تکیہ بھی اس کے آنسوؤں کو اپنے اندر جذب کیے ان کی نمی کا احساس دلا رہا تھا۔

"بہت برا ہوں میں اپنی سونی کو رلا دیا میں نے، پتا نہیں کتنی دیر تک یوں اکیلے میں روتی رہی ہوگی، میں اس پر شک کیا بھی تو کیسے؟ جب وہ اس شخص کا تعارف ایک فلرٹ آدمی کے طور پر کروا رہی تھی اور اعتماد سے کروا رہی تھی تو مجھے کیا ضرورت تھی خواہ مخواہ کا شک کرنے اور بے تکے سوال پوچھنے، احمق ہوں میں بھی، سونیا کی اتنے مہینوں کی محبتوں کو نظر کا دھوکا فریب کہہ دیا میں نے، کتنا دکھ ہوا ہوگا سونی کو۔" وہ بے چینی سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے دل میں محو گفتگو تھا خود سے اور بے اختیار ہی جھکا اور اس کے گالوں پر اپنے پیار کے پھول کھلا دیئے، سونیا نے کسمسا کر رخ پھیر لیا تھا۔

"سوری سونی، آئی لو یو۔" سیف نے زیر لب آہستگی سے کہا اور اس پر ایک بھرپور نگاہ ڈال کر کمرے سے ہی نہیں "نعمان لاج" سے بھی باہر نکل گیا اپنے گھر "رحمٰن ولا" جانے کے لئے صبح سنڈے تھا اور چھٹی کا یہ دن وہ خوب سو کر گزارنے کے موڈ میں تھا۔

صبح کے ساڑھے سات بج رہے تھے جب سونیا کی آنکھ کھلی، اسے گلاب کی خوشبو سانسوں میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تو گردن گھما کر دیکھا سرہانے سرخ گلابوں کا گلدستہ مہک رہا تھا وہ ایکدم سے پوری طرح بیدار ہو کر اٹھ بیٹھی۔

"یہ پھول یہاں کون رکھ کر گیا ہے؟" سونیا نے خود کلامی کی اور پھولوں کو ناک کے قریب لیجا کر گہرا سانس لیتے ہوئے پھولوں کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا، اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے بکے میں رکھے چھوٹے سے کارڈ پر اس کی نظر پڑی تو اس نے جلدی سے کارڈ نکال کر کھولا، اس پر نیلی روشنائی سے لکھا تھا۔

"سونیا آئی ایم سوری، میں بہت برا ہوں پلیز معاف کر دو نا، آئی ایم رئیلی ویری سوری، اینڈ لو یو سو مچ۔" تمہارا معافی کا طالب، تمہارا اور صرف تمہارا سیفی۔

"چلو معاف کیا تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کس لونگ وائف سے معافی مانگی تھی لیکن مسٹر سیفی میں اتنی جلدی مانوں گی تو نہیں کچھ نخرے تو دکھاؤں گی، ناز بھی اٹھواؤں گی اور تم کو ستاؤں گی بھی اب جی بھر کے۔" سونیا نے مسکراتے ہوئے دل میں کہا اور خوشی خوشی اٹھ کر تیار ہونے چلی گئی وہ ایسی ہی تھی ذرا سی بات پر مان جانے والی، چھوٹی سی معذرت پر راضی ہو جانے والی پر خلوص اور محبت کرنے والی لڑکی تھی وہ جبھی اتنی آسانی سے اس نے سیفی کو معاف بھی کر دیا تھا۔

وہ تیار ہو کر ڈائننگ ہال میں آ گئی جہاں مما پاپا ناشتے پر اس کے منتظر تھے، ہنسی خوشی انہوں نے ناشتہ شروع کیا، نعمان ملک اخبار کی سرخیاں پڑھ رہے تھے اور افسوس کا اظہار کر رہے تھے۔

"کیا بنے گا اس ملک کا؟ کہیں بم بلاسٹ ہو رہے ہیں تو کہیں ٹارگٹ کلنگ ہے، اندھا دھند فائرنگ، لوٹ مار کا بازار گرم ہے ہر طرف، رات پھر فائرنگ ہوئی ہے ابھی نیوز میں بتا رہے تھے کہ پانچ آدمی جاں بحق ہوئے ہیں اور تین شدید زخمی ہیں، گھر سے نکلنا محال کر دیا ہے اس دہشت گردی نے۔"

"اللہ ہی حافظ ہے اس ملک کا تو۔" سونیا نے کہا۔

"اوہو آپ کیا صبح صبح یہ دل جلانے والی خبریں سنانے لگے سکون سے ناشتہ کریں، ہم سوائے دعا کے کر بھی کیا سکتے ہیں؟ اللہ پاک سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔" ذائرہ ملک نے چائے کا سپ لے کر کہا تو دونوں ایک ساتھ بولے۔

"آمین۔" اسی وقت نعمان ملک کا موبائل بج اٹھا، انہوں نے دیکھا اسکرین پر رحمٰن ملک کا نام جھلملا رہا تھا۔

"بھائی صاحب کا فون ہے۔" یہ کہتے ہوئے مسکراتے ہوئے انہوں نے اپنا موبائل آن کر کے کان سے لگایا تھا۔

"السلام علیکم بھائی جان! کیسے مزاج ہیں؟" نعمان ملک نے خوشگوار موڈ میں سلام کرتے ہوئے ان کی خیریت دریافت کی اور جواب میں نجانے رحمٰن ملک نے ایسا کیا کہہ دیا تھا کہ نعمان ملک کے ہونٹوں کی مسکراہٹ یکا یک غائب ہو گئی تھی اور چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے بھائی جان ہم پہنچ رہے ہیں۔" یہ کہہ کر نعمان ملک نے موبائل میز پر رکھ دیا اور سونیا کی طرف دیکھا جو اپنا جوس ختم کر چکی تھی اب فرائی انڈہ اور بریڈ کھا رہی تھی۔

"سونیا بیٹے آپ جلدی سے ناشتہ ختم کر لیں پھر ہمیں کہیں چلنا ہے۔" نعمان ملک نے نرم مگر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کہاں چلنا ہے پاپا؟" سونیا نے انہیں دیکھا۔

"رحمٰن بھائی کا فون تھا یقیناً ان کے گھر ہی جانا ہو گا ٹھیک کہہ رہی ہوں میں، ہمیں رحمٰن بھائی نے ہی بلایا ہے ناں۔" ذائرہ کل نے چائے ختم

کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں ذرا تیار ہو جاؤں آپ بھی چلیے میرے ساتھ کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" نعمان ملک کرسی کھسکا کر اٹھتے ہوئے بولے اور ان کے چہرے کی سنجیدگی کو بھانپتے ہوئے ذائرہ ملک بھی اٹھ کر ان کے پیچھے چل دیں، جتنی دیر وہ دونوں تیار ہو کر آئے سونیا ناشتہ کر چکی تھی وہ تینوں ایک ساتھ گاڑی میں نکلے تھے، سونیا کو سیف سے ملنے اور اسے ستانے کے خیال سے ہی بہت لطف آرہا تھا مگر جب اس نے گاڑی کا رخ گھر کی بجائے کسی اور راستے کی جانب دیکھا تو الجھن میں پڑ گئی، مما پاپا دونوں بہت سنجیدہ خاموش اور پریشان دکھائی دے رہے تھے، بالآخر وہ گھبرا کر ان سے پوچھ ہی بیٹھی۔

"مما، پاپا ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"ہوسپٹل۔" نعمان ملک نے آہستگی سے جواب دیا۔

"ہوں...... پٹل۔" سونیا کو ایکدم سے جیسے شاک لگا تھا، سیف کا چہرہ اس کی نگاہوں میں گھوم گیا وہ پھول، وہ کارڈ، سونیا کا دل انجانے خوف سے دھڑکنے لگا تھا، وہ مزید پاپا سے نہ خود کچھ پوچھ سکی تھی اور نہ ہی پاپا نے اسے کچھ بتایا تھا، مگر وہ اتنا تو سمجھ ہی گئی تھی کے سیف کے ساتھ کچھ برا ہوا ہے، کیا؟ اس کے آگے تک سوچنے سے ہی اس کی سانسیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔

کچھ دیر میں وہ جناح ہوسپٹل میں موجود تھے وہاں پہنچ کر تو جیسے سونیا کی روح ہی فنا ہونے کو تھی، رات کی گئی فائرنگ میں ہلاک ہونے والے دو پولیس کے آدمی تھے اور باقی مقامی شہری تھے اسی فائرنگ کے نتیجے میں سیف کو شدید زخمی حالت میں ہوسپٹل لایا گیا تھا، اسے دو گولیاں لگی تھیں، آپریشن کر کے گولیاں تو اس کے بازو سے نکال دی گئیں تھیں لیکن چونکہ خون کافی ضائع ہو گیا تھا اور اسے بہت دیر سے طبی امداد ملی تھی اس لئے اس کی حالت خطرے میں تھی، گولی لگنے سے اس کا دایاں بازو متاثر ہوا تھا، اسے خون کی اشد ضرورت تھی ایک بوتل اسے دوران آپریشن لگ چکی تھی اسے مزید خون کی ضرورت تھی، او نیگیو گروپ درکار تھا سیف کو خطرے سے نکالنے کے لئے۔

سونیا نے یہ سنتے ہی سیف کو خون دینے کا ارادہ ظاہر کیا اور کسی نے بھی اسے منع نہیں کیا تھا کیونکہ وہ سب جانتے تھے کے سونیا اپنے شوہر کی زندگی بچانے کے لئے اپنا خون دینے جا رہی ہے۔

سب سیف کی صحت و سلامتی کی دعائیں مانگ رہے تھے سونیا نے پوری دو بوتلیں خون کی دی تھیں اور اب اس کا خون قطرہ قطرہ زندگی بن کر سیف کی رگوں میں اتر رہا تھا اور سونیا کو اس وقت احساس ہو رہا تھا کہ سیف تو اس کے روم روم میں بسا ہے، اس کے اندر تو بس وہی بستا ہے، وہی رہتا ہے، وہی دھڑکتا ہے سینے میں دل کی جگہ، اس کی یہ تکلیف کیسے اسے سیف کے اور بھی قریب لے آئی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کے وہ سیف سے اتنی شدید محبت کرتی ہے وہ اس کی جدائی کے تصور سے ہی اس وقت کانپ اٹھی تھی، خوف اور درد کا احساس اسے اندر ہی اندر توڑ رہا تھا، وہ سیف کے بنا ادھوری تھی ادھ موئی تھی یہ وہ کس شدت سے محسوس کر رہی تھی کاش سیف جان سکے اس کی حالت و کیفیت کے بارے میں۔

نعمان ملک، ذائرہ ملک، رحمٰن ملک، شمسہ ملک سبھی بہت پریشان تھے اور نم آنکھوں کے ساتھ سیف کی زندگی کے لئے دعائیں مانگ

رہے تھے، مگر سونیا نے خود کو بہت ہمت و حوصلے کے ساتھ سنبھالا ہوا تھا وہ اپنے آنسو چھپا کر شمسہ ملک کو تسلی اور حوصلہ دیتی ان سب کو بہت بہادر اور مضبوط لڑکی نظر آئی اور اندر کا یہ حال تو وہ جانتی تھی یا اس کا اللہ جانتا تھا، وہ سب کے سامنے آنسو نہیں بہانا چاہتی تھی۔

"میں کیسے رو سکتی ہوں؟ میرا خدانخواستہ کوئی مرا تو نہیں ہے نا، سیفی ابھی زندہ ہے اور انشا اللہ وہ زندہ رہے گا، میرے لئے ابھی امید زندہ ہے، اگر میں بھی ان لوگوں کی طرح رونے لگوں جن کے پیارے مارے گئے ہیں تو پھر...... شکر کا کلمہ بھول جائے گا مجھے، میرا سہاگ سلامت ہے مجھے اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، شکر ہے اللہ پاک کا احسان ہے اس پروردگار کا کہ اس نے میرا سہاگ سلامت رکھا ہے، میرے شوہر کو نئی زندگی عطا کی ہے، مجھے رونے کا ماتم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، جن کے گھر اجڑ گئے ہیں، باپ بھائی، بیٹے مر گئے ہیں انہیں دیکھ کر تو مجھے اپنا سر رب کے حضور جھکا دینا چاہیے سجدہ شکر ادا کرنے کے لئے کہ اس رب نے مجھے اس دکھ سے دو چار نہیں کیا، کیسی قیامت بپا ہو گی ان مرنے والوں کے گھروں میں اور میرے پاس تو زندگی ہے ابھی، ابھی امید زندہ ہے ابھی امید زندہ ہے میں نہیں روؤں گی۔" سونیا اپنے دل میں باتیں کر رہی تھی اپنے آپ سے آنکھوں کے سامنے فائرنگ اور دھماکے میں مرنے والے افراد کے لواحقین نے ماتم بپا کر رکھا تھا، قیامت شاید اسی کو کہتے ہیں کسی بہت اپنے کا یوں اچانک بچھڑ جانا، ہمیشہ کے لئے جدا ہو جانا، ابدی نیند سو جانا، چیخ و پکار ہاہاکار مچی تھی ہر طرف، زخمیوں کے زخم تڑپا رہے تھے اور مرنے والوں کی موت کا یہ اندازہ رلا رہا تھا، ایک پل میں سینکڑوں گھروں میں صف ماتم بچھانے والے کب تک اس ملک و قوم کی تقدیر کے ساتھ کھیلیں گے، کب تک اس دیس کے گلیوں میں چلتے پھرتے، ہنستے بولتے، جیتے جاگتے انسان موت کے گھاٹ اتارے جاتے رہیں گے؟ کب اس وطن میں مذہب، زبان اور صوبے کی بنیاد پر تعصب پھیلایا جاتا رہے گا؟ آخر کب ہم ایک باشعور اور سچے مسلمان اور اچھے پاکستانی ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے اتفاق اتحاد اور تنظیم پر عمل کریں گے؟ کب وہ دن آئے گا جب ہم اس دیس میں دن رات کے کسی بھی وقت میں بے خوف و خطر گھر سے باہر نکل سکیں گے؟"

ایسے بہت سے سوال سونیا کے دماغ میں اودھم مچا رہے تھے، وہ جانے کتنی دیر ان سوالوں کے نشتر سہتی رہتی کہ ڈاکٹر نے آکر بتایا کہ سیف کی حالت خطرے سے باہر ہے اور وہ لوگ سیف سے مل سکتے ہیں۔

"شکر الحمدللہ۔" سونیا کے لبوں سے بے اختیار ادا ہوا تھا، سونیا شکرانے کے نفل ادا کرنے کو بے تاب ہو گئی تھی اس رب کا شکر ادا کرنا بھی تو ضروری تھا جس نے اس کے شریک زندگی کو اس کے پیار کو ایک نئی زندگی دے کر خود پر اپنی محبت اور رحمت کا مان مزید بڑھا دیا تھا۔

سیف سب کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم نے بیٹے کو نئی زندگی عطا کی۔" شمسہ ملک نے دل سے رب کا شکر ادا کیا، سونیا سب سے پیچھے کھڑی تھی اس کی آنکھیں چھلکنے کو بے تاب ہو رہی تھیں، وہ ایسی حالت میں سیف کو دیکھ نہیں پا رہی تھی سو واپس پلٹ گئی، سیف کی نگاہوں نے اسے جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

"تو سونی ناراض ہے مجھ سے اس نے مجھے

معاف نہیں کیا اب تک۔" سیف کے دل میں اس خیال سے ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

سونیا گھر چلی آئی تھی مما کے ساتھ اور سیف کے لئے سوپ بنوا کر تیار ہو کر دوبارہ ہوسپٹل آئی تو سیف کو ریکوری روم میں منتقل کر دیا تھا۔

سونیا نے سرخ گلاب کے پھولوں کا بکے سیف کے سرہانے لا کر رکھا تو وہ حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"یہ پھول کس لئے ہیں؟"

"بیمار کی تیمار داری کے لئے ہیں۔" سونیا نے بنا دیکھے جواب دیا۔

"بس۔" جانے وہ کیا سننا چاہ رہا تھا۔

"ہوں، یہ سوپ پی لو۔" سونیا نے سوپ پیالے میں ڈال کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا وہ بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے، نیم دراز تھا دائیں بازو پر پٹی اینڈ پلاسٹر کیا ہوا تھا، چہرہ اس کا مرجھایا ہوا سا لگ رہا تھا ہلکی ہلکی شیو بڑھنے سے اس کا حسن بڑھ گیا تھا، سونیا اس پر نظر نہیں جما پا رہی تھی کہ کہیں دل کی بے چینی و بے تابی آنکھوں کے ذریعے اس پر عیاں نہ ہو جائے۔

"مجھے نہیں پینا سوپ۔" سیف نے صاف منع کر دیا۔

"تائی امی! مجھ سے تو یہ سوپ پی نہیں رہے آپ خود ہی انہیں پلا دیں۔" سونیا نے بھی اصرار نہیں کیا تھا، شمسہ ملک جو عصر کی نماز ادا کر کے فارغ ہوئیں تھیں، ان سے کہہ دیا، سیف کا منہ بن گیا۔

"کیوں سیفی؟ سوپ کیوں نہیں پی رہے؟"

"ممی! یہ ناراض ہیں مجھ سے۔" وہ بولا نظریں سونیا کے چہرے پر مرکوز تھیں، شمسہ ملک مسکراتے ہوئے اس پر کچھ پڑھ کر پھونک کر بولیں۔

"ہاں اتنی ناراض ہے کہ اپنا خون دے کر تمہاری جان بچائی ہے اس نے۔"

"کیا واقعی؟" سیف نے حیرت سے شمسہ ملک کو دیکھا اور پھر سونیا کے چہرے پر پھیلتے رنگوں کو۔

"ہاں اور وہ بھی پوری دو بوتلیں خون کی دی ہیں اور اب تمہاری تیمارداری کو بھی چلی آئی ہے، ہم سب کو بہت حوصلہ دیا ہے اس نے بہت بہادر بیٹی ہے میری اور تمہاری جانثار بیوی ہے۔" شمسہ ملک نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"رہنے دیں ناں تائی امی، بتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کچھ لوگ ہماری محبت پر شک کرتے ہیں، یقین ہوتا تو رونا ہی کس بات کا تھا۔" سونیا نروٹھے پن سے کہتے ہوئے پھولوں کو گلدان میں سجانے لگی۔

"خود سے بڑھ کر یقین ہے تم پر۔" سیف نے محبت اور تشکر سے بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے دل سے کہا تو شمسہ ملک مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئیں۔

"ہاں خود پر بھی ایسا ہی یقین ہو گا نا ڈانواں ڈول سا۔"

"اتنا تو شرمندہ نہ کرو کہ میں خود سے بھی نگاہ نہ ملا سکوں، معاف کر دو نا جان، دل سے نادم ہوں تم سے وہ سب کہنے پر، دکھی ہوں تمہیں دکھ دے کر رلا کر۔" سیف نے اس کا ہاتھ پکڑ کر شرمندگی کے احساس سے چور لہجے میں کہا تو وہ چونکی۔

"تمہیں کیسے پتا کہ میں روئی تھی؟"

"جب رات کو پھول رکھنے گیا تھا تو تمہارے رخساروں پر چمکتے اشکوں کے موتی۔"

"آئے تھے تو واپس کیوں گئے؟ وہیں رک

جاتے، سو جاتے مگر نہیں جناب کو آدھی رات کو گولیاں جو کھانی تھیں، آئے بڑے اکڑو کہیں کے۔" سونیا اپنے پرانے موڈ میں آتے ہوئے ناراضگی سے ڈانٹنے والے انداز میں تیزی سے بولی۔

"مانتا ہوں میری غلطی تھی مجھے نہیں جانا چاہیے تھا واپس رک جانا چاہیے تھا تمہارے پاس، چلو اب معاف بھی کردو جانی، اب کیا بچے کی جان لوگی؟" وہ اترائی اور اس کے بال بکھیر دیئے۔

"اچھا کیسے لوگی؟" وہ مسکرادیا۔

"سمپل، تمہاری زندگی سے چلی جاؤں گی۔"

"کتنی ظالم ہو تم، تم تو سچ مچ میری جان لوگی ایسا کر کے۔" سیف نے روٹھے ہوئے انداز میں دیکھا تھا اسے۔

"ہاں تو میں ایسا کر بھی سکتی ہوں کیونکہ مجھے پورا حق ہے تم پر۔" وہ اسے ستانے کے لئے کہہ رہی تھی وہ بھی یہ جان کر ہلکا پھلکا ہو گیا تھا کہ سونیا اسے معاف کر چکی ہے۔

"ہاں اسی لئے تو تم نے اپنا بلڈ دے کر میری جان بچائی ہے۔"

"میں نے تمہاری نہیں اپنی جان بچائی ہے۔" سونیا کی زبان سے بے ساختہ پھسلی تھی اور فوراً ہی اسے اپنی بات کی گہرائی کا احساس ہوا تھا اور اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔

"ہائے ظالم لڑکی! اتنی محبت پر میرا خوشی سے ہی دم نہ نکل جائے۔" سیف نے اس کا ہاتھ اس کے منہ ہٹا کر چوم لیا۔

"شٹ اپ سیفی! کبھی کچھ اچھا بھی بول لیا کرو۔"

"اچھا، تو ابھی اچھا بول لیتا ہوں۔" سیف نے شرخ و شریر لہجے میں کہا۔

"سنو، سونیا آئی لو یو ویری مچ، بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے اور میں تو مر کے بھی میری جان تجھے چاہوں گا، میں تمہارے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا، پلیز پلیز مجھے چھوڑ کر بھی مت جانا۔"

"ٹھیک ہے اب تم اتنی منتیں کر رہے ہو تو میں تم پر ترس کھاتے ہوئے تمہاری بات مان لیتی ہوں۔" سونیا نے بہت ادا سے کہا تو ہنس پڑا اس کی اس ادا پر۔

"ترس کھاتے ہوئے؟" سیف نے اس کے سر سے اپنا سر ٹکرایا۔

"ہوں سچ بتاؤ مجھے معاف کر دیا تھا نا تم نے میرے اس حادثے سے خبر سننے سے پہلے میرے پھولوں اور سوری کے کارڈ کو پڑھ کر، کر دیا تھا نا مجھے معاف۔"

"ہاں کر دیا تھا معاف۔" سونیا نے سچ سچ بتا دیا تو سیف نے ایک لمبا پرسکون سانس لے کر آنکھیں موند لیں۔

"شکر الحمدللہ، تھینک یو سونی، ریئلی آئندہ کبھی ایسا نہیں ہوگا۔"

"کیا نہیں ہوگا؟"

"تم پہ شک نہیں کروں گا، تمہیں کبھی ہرٹ نہیں کروں گا اب ہرٹ کیا تھا تمہیں تو یہ اسی کی تو سزا ملی ہے تمہیں۔"

"سیفی! چھوڑو یہ بتاؤ تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں نے پہلے ہی تمہیں معاف کر دیا تھا؟" وہ اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے نرمی سے پوچھ رہی تھی۔

"یہ جو محبت ہوتی ہے نا، یہ بہت مان دیتی ہے اور مجھے اپنی محبت پر یقین ہی نہیں مان بھی ہے اور وہ سب ذہنی خلل تھا آفس میں کچھ ٹینشن

چل رہی تھی بس اسی کے غصے اور پریشانی میں تمہیں ہرٹ کر دیا آئی ایم سوری اگین، آئندہ کبھی کا غصہ تم پہ نہیں نکالوں گا پرامس، بس مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا۔"

"اور تم بھی مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا، آج تو اللہ جی نے بچا لیا تم کو میرے لئے۔" سونیا اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لئے رو پڑی۔

"سونی!" سیف نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اس کی آنکھیں بھی اس حادثے کو یاد کر کے چھلک پڑی تھیں۔

"سیفی! باہر بہت برا حال ہے بہت سے لوگ مارے گئے ہیں، یہ سب کیوں ہو رہا ہے سیفی؟ ہمارے ملک میں یہ جنگ کا سا سماں کیوں ہے؟ تمہیں پتا ہے باہر کتنی عورتیں، اپنے شوہروں کی اس ناگہانی موت پر دراصل ایک قتل ہے، اس پر بین کر رہی تھیں، مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا، مگر میں روئی نہیں، کیونکہ مجھے اللہ جی پر یقین تھا، مجھے یقین تھا کہ وہ میرے سیفی کو کچھ نہیں ہونے دیں گے۔" سونیا نے روتے ہوئے کہا سیف اس کے سر کو سہلا رہا تھا ہاتھ پھیر کر اسے حوصلہ دے رہا تھا، اللہ کی رحمت اور سونیا کی اس درجہ محبت پر اس کے بھی آنسو تھم نہیں رہے تھے۔

"یہ محبت ہی تو ہے میری جان، جو اگر دل سے ہو، سچی ہو تو ناممکن کو ممکن بنا سکتی ہے مردے میں جان ڈال سکتی ہے، اللہ نے چاہا تو ایک دن اس ملک کے ہر شہری ہر پاکستانی کے دل میں ہر مسلمان کے دل میں اپنے دیس اور اپنے دین کی سچی محبت ضرور پیدا ہوگی جو اس فرقہ واریت اور دہشت گردی کا خاتمہ کر دے گی، بس اپنے اصل دشمن کو پہچان کر ہمیں اپنی اصل پہچان کو قائم رکھنا ہے اپنے دین اور دیس سے محبت کو مان بخشنا ہے، ہمیں محبت کو اپنانا اور پھیلانا ہوگا پھر دیکھنا کیسے یہ ٹوٹے بکھرے، اجڑے لٹے پٹے، منتشر لوگ ایک ہو کر اس ملک سے منفی عناصر کا قلع قمع کرتے ہیں۔" سیف نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سر اٹھا کر اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ایسا ہوگا نا سیفی؟"

"ہاں انشاءاللہ، اب دیکھو تمہاری محبت نے مجھے بچا لیا نا، تمہاری اللہ سے اور مجھ سے محبت نے تمہارا مان رکھ لیا نا، اللہ نے تمہاری محبت کا مان رکھا تمہاری میری زندگی کے لئے مانگی گئی دعائیں قبول کرے، تو کیا ہم سب اپنی محبت سے اپنے ملک و قوم کو نہیں بچا سکتے؟ بچا سکتے ہیں۔" سیف نے مسکراتے ہوئے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں محبت سے ہم سب کچھ بچا سکتے ہی، ملک بھی، مذہب، امن بھی اور اپنوں سے جڑے رشتے بھی کیونکہ محبت طاقت دیتی ہے، محبت مضبوط بناتی ہے اور محبت مان دیتی ہے۔" سونیا نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے اپنی سونیا کی محبت پر بہت مان ہے۔" سیف نے اس کے رخسار پر محبت سے اپنے ہاتھ کا لمس سمو کر اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا تو شرمیلے پن سے مسکراتی ہوئی اٹھی اور سوپ کا پیالہ اٹھا کر اس کے پاس بیٹھ کر اسے سوپ پلانے لگی اور وہ گھونٹ گھونٹ امرت سمجھ کر پینے لگا، آنکھوں میں محبتوں کے چراغ روشن تھے ان دونوں کی آنکھوں میں اک دوجے کی محبتوں کے چراغ۔

☆☆☆